قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفَضل لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

جمعۃالمبارک 30/ دسمبر 2022ء | 6/ جمادی الثانی 1444 ہجری قمری | 30/ فتح 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:288

ارشاد باری تعالیٰ

تَرٰىهُمۡ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبۡتَغُوۡنَ فَضۡلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضۡوَانًا ۫ سِيۡمَاهُمۡ فِیۡ وُجُوۡهِهِمۡ مِّنۡ اَثَرِ السُّجُوۡدِ ؕ (الفتح:30)

ترجمہ: تو انہیں رکوع کرتے ہوئے اور سجدہ کرتے ہوئے دیکھے گا۔ وہ اللہ ہی سے فضل اور رضا چاہتے ہیں۔ سجدوں کے اثر سے ان کے چہروں پر ان کی نشانی ہے۔

فرمان خلیفۂ وقت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ کی ایک رؤیا کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میری والدہ نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ میرے اندر سے ایک نور نکلا ہے۔ جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے ہیں۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 6 صفحہ 64 مسند عتبۃ بن عبد السلمی حدیث نمبر 17798 مطبوعہ بیروت 1998ء)

پس دور دراز کے علاقوں تک اور بڑے بڑے محلات تک، بڑی بڑی حکومتوں تک آپ کے نور کے پھیلنے کی خوشخبری اللہ تعالیٰ نے آپ کی والدہ کو بھی دی تھی۔ جس والدہ نے اپنے بچے کی پیدائش بھی بیوگی کی حالت میں دیکھی اور خود بھی اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے تحت اپنے اس عظیم بچے کے بچپن کا پورا زمانہ بھی نہیں دیکھا تھا، ان کو اللہ تعالیٰ نے تسلی کرا دی کہ باپ کے سائے سے محروم یہ بچہ محرومیت میں زندگی گزارنے والا نہیں ہے۔ بلکہ اس کے نور نے تمام انسانیت کی روشنی کا ذریعہ بننا ہے اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ کس عظمت اور شان سے آپ کی والدہ کی یہ رؤیا پوری ہو رہی ہے۔

آنحضرتؐ کے خدوخال کے بارہ میں ایک روایت میں آتا ہے ”حضرت حسن بن علیؓ نے کہا: مَیں نے اپنے ماموں حضرت ہندؓبن ابی ہالہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک پوچھا اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ خوب بیان کرتے تھے اور میں چاہتا تھا کہ وہ میرے سامنے بھی ان (خدوخال)کا کچھ ذکر کریں جس سے مَیں چمٹ جاؤں تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بارعب اور وجیہ شکل و صورت کے تھے۔ آپؐ کا چہرہ مبارک یوں چمکتا جیسے چودھویں کا چاند۔“

(شمائل النبیؐ باب ما جاء فی خلق رسول اللہؐ حدیث نمبر 7 اردو ترجمہ شائع کردہ نور فاؤنڈیشن)

(خطبہ جمعہ 22/ جنوری 2010ء۔ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 12 تا 18/ فروری 2010ء)

اس شمارہ میں

- عشق جب بھی کیا والہانہ کیا (منظوم)
- ٹبورا، تنزانیہ میں پہلی مسجد کی تعمیر
- کینیا میں پہلی احمدیہ مسجد کی تعمیر
- یوگنڈا میں پہلی مسجد کی تعمیر
- ماریشس کی جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد
- مڈغاسکر میں مسجد نور کا قیام
- زیمبیا میں احمدیت کا نفوذ
- کونگو برازاویل میں پہلی مسجد بیت السلام
- جنوبی افریقہ میں احمدیت کا آغاز اور کیپ ٹاؤن میں مسجد کی تعمیر
- مسجد بیت المہدی لیسوتھو
- ساؤتوے و پرنسپ میں پہلی مسجد بیت الرحیم

فرمانِ رسولؐ

حضرت بُریدہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اندھیرے میں مسجد کی طرف جانے والوں کو قیامت کے دن کامل نور کی بشارت دے دے۔

(سنن ابو داؤد کتاب الصلاۃ باب ما جاء فی المشی الی الصلاۃ فی الظلام حدیث ۱۶۵)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

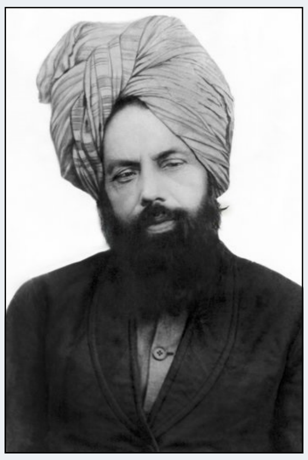

”آپؐ کا نام چراغ رکھنے میں ایک اور باریک حکمت یہ ہے کہ ایک چراغ سے ہزاروں لاکھوں چراغ روشن ہو سکتے ہیں اور اس میں کوئی نقص بھی نہیں آتا۔ چاند سورج میں یہ بات نہیں۔ اس سے مطلب یہ ہے کہ آنحضرتؐ کی پیروی اور اطاعت کرنے سے ہزاروں لاکھوں انسان اس مرتبہ پر پہنچیں گے اور آپ کا فیض خاص نہیں بلکہ عام اور جاری ہو گا۔ غرض یہ سنت اللہ ہے کہ ظلمت کی انتہا کے وقت اللہ تعالیٰ اپنی بعض صفات کی وجہ سے کسی انسان کو اپنی طرف سے علم اور معرفت دے کر بھیجتا ہے اور اس کے کلام میں تاثیر اور اس کی توجہ میں جذب رکھ دیتا ہے۔ اس کی دعائیں مقبول ہوتی ہیں۔ مگر وہ ان ہی کو جذب کرتے ہیں اور ان ہی پر ان کی تاثیرات اثر کرتی ہیں جو اس انتخاب کے لائق ہوتے ہیں۔ دیکھو آنحضرتؐ کا نام سِرَاجًا مُّنِیْرًا ہے مگر ابو جہل نے کہاں قبول کیا؟“

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 665 ایڈیشن 1998ء)

ادارہ الفضل آن لائن کی طرف سے تمام قارئین الفضل کو نیا سال مبارک ہو

دربارِ خلافت

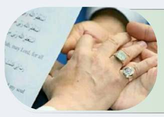

دیکھیں! اپنے پر تنگی کرکے قربانیاں کرنے کے طریق اور نمونے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اب ان پاک نمونوں میں سے چند ایک کا مَیں ذکر کروں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:ایسا ہی مباہلہ کے بعد حبی فی اللہ شیخ رحمت اللہ صاحب نے مالی اعانت سے بہت سا بوجھ ہمارے درویش خانہ کا اٹھایا ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ سیٹھ صاحب(حاجی سیٹھ عبدالرحمن، اللہ رکھا صاحب مدراس کے تاجر تھے) موصوف سے بعد نمبر دوم پر شیخ صاحب ہیں۔ جو محبت اور اخلاص سے بھرے ہوئے ہیں۔ شیخ صاحب موصوف اس راہ میں دو ہزار سے زیادہ روپیہ دے چکے ہوں گے اور ہر ایک طور سے وہ خدمت میں حاضر ہیں۔ (اس زمانے میں دو ہزار کی بڑی ویلیو(Value)تھی) اور اپنی طاقت اور وسعت سے زیادہ خدمت میں سرگرم ہیں۔ ایسا ہی بعض میرے مخلص دوستوں نے مباہلہ کے بعد اس درویش خانہ کے کثرت مصارف کو دیکھ کر اپنی تھوڑی تھوڑی تنخواہوں میں سے اس کے لئے حصہ مقرر کر دیا ہے۔ چنانچہ میرے مخلص دوست منشی رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر گورداسپور تنخواہ میں سے تیسرا حصہ یعنی 20روپیہ ماہوار دیتے ہیں۔

(ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 312-313 حاشیہ)

اس زمانے میں وہ بڑی چیز تھی۔ تو دیکھیں! اپنے پر تنگی کرکے قربانیاں کرنے کا جو طریق ہے وہ جاری کیا۔ وہ نمونے قائم کئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں تھے۔

پھر ایک اور ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:’’مَیں اپنی جماعت کے محبت اور اخلاص پر تعجب کرتا ہوں کہ ان میں سے نہایت ہی کم معاش والے جیسے میاں جمال الدین اور خیر الدین اور امام الدین کشمیری میرے گاؤں سے قریب رہنے والے ہیں وہ تینوں غریب بھائی بھی جو شاید تین آنہ یا چار آنہ روزانہ مزدوری کرتے ہیں۔ (آج ان کی اولادیں لاکھوں میں کھیل رہی ہیں۔) سرگرمی سے ماہواری چندہ میں شریک ہیں۔ ان کے دوست میاں عبدالعزیز پٹواری کے اخلاص سے بھی مجھے تعجب ہے کہ باوجود قلت معاش کے ایک دن سو روپیہ دے گیا۔ (یعنی اتنی طاقت نہیں تھی ایسا کاروبار نہیں تھا اس کے باوجود کہتے ہیں ایک دن مجھے ایک سو روپیہ دے گیا۔) مَیں چاہتا ہوں کہ خدا کی راہ میں خرچ ہو جائے۔ (تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:) وہ سو روپیہ شاید اس غریب نے کئی برسوں میں جمع کیاہو گا۔ مگر لِلّٰہی جوش نے خدا کی رضا کا جوش دلایا۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 313-314 حاشیہ)

جب منارۃ المسیح کی تعمیر ہونے لگی تھی اس وقت کا ذکر ہے۔ فرمایا:’’ان دنوں میں میری جماعت میں سے دو ایسے مخلص آدمیوں نے اس کام کے لئے چندہ دیا ہے۔ جو باقی دوستوں کے لئے درحقیقت جائے رشک ہیں۔ ایک ان میں سے منشی عبدالعزیز نام، ضلع گورداسپور میں پٹواری ہیں، جنہوں نے باوجود اپنی کم سرمائیگی کے ایک سو روپیہ اس کام کے لئے چندہ دیا ہے۔ (جن کا پہلے ذکر آیا ہے) اور مَیں خیال کرتا ہوں کہ یہ سوروپیہ کئی سال کا ان کا اندوختہ ہو گا اور فرمایا کہ یہ اس لئے زیادہ قابل تعریف ہیں کہ ابھی وہ ایک اور کام میں بھی ایک سو روپیہ چندہ دے چکے ہیں اور اپنے عیال کی بھی چنداں پرواہ نہیں کی(بالکل پرواہ نہیں رکھی) اور یہ چندہ پیش کر دیا۔

دوسرے مخلص جنہوں نے اس وقت بڑی مردانگی دکھلائی ہے، میاں شادی خاں لکڑی فروش ساکن سیالکوٹ ہیں۔ ابھی وہ ایک کام میں ڈیڑھ سو روپیہ چندہ دے چکے ہیں اور اب اس کام کے لئے دو سو روپیہ(چندہ) بھیج دیا ہے اور یہ وہ متوکل شخص ہے کہ اگر اس کے گھر کا تمام اسباب دیکھاجائے تو شاید تمام جائیداد 50روپے سے زیادہ نہ ہو (لیکن دو سو روپے چندہ دے دیا) انہوں نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ کیونکہ ایام قحط ہیں اور دنیوی تجارت میں صاف تباہی نظر آتی ہے تو بہتر ہے کہ ہم دینی تجارت کر لیں۔ اس لئے جو کچھ اپنے پاس تھا سب بھیج دیا۔ (حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:)اور درحقیقت وہ کام کیا جو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا تھا۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 314-315)

پھر فرمایا:’’حبی فی اللہ میاں عبدالحق خلف عبدالسمیع یہ ایک اول درجہ کا مخلص اور سچا ہمدرد اور محض للہ محبت رکھنے والا دوست اور غریب مزاج ہے۔ دین کو ابتداء سے غریبوں سے مناسبت ہے کیونکہ غریب لوگ تکبر نہیں کرتے اور پوری تواضع کے ساتھ حق کو قبول کرتے ہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ دولت مندوں میں ایسے لوگ بہت کم ہیں کہ اس سعادت کا عشر بھی حاصل کر سکیں جس کو غریب لوگ کامل طور پر حاصل کر لیتے ہیں۔ (دسواں حصہ بھی ان کے پاس نہیں ہوتا۔) فطوبیٰ للغرباء۔ میاں عبدالحق باوجود اپنے اِفلاس اور کمی مقدرت کے ایک عاشق صادق کی طرح محض للہ خدمت کرتا رہتا ہے اور اس کی یہ خدمات اس آیت کا مصداق اس کو ٹھہرا رہی ہیں کہ وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (الحشر:10)یعنی باوجود تنگی درپیش ہونے کے بھی اپنی جانوں پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں۔

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 537)

(خطبہ جمعہ 7/ جنوری 2005ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

عشق جب بھی کیا والہانہ کیا

آنکھ روتی رہی، دل برا نہ کیا
غم چھپانے کا پھر اک بہانہ کیا

چاند تاروں سے بھر دی اگر مانگ بھی
اس قدر ناز پر اکتفا نہ کیا

تو غزل بن کے ڈھلتی گئی آنکھ میں
ہم نے نظروں کو جب شاعرانہ کیا

ہم نے دل کے اثاثے چھپا کر رکھے
وار ظالم نے تھا جارحانہ کیا

دل جگر وار ڈالا، فدا ہو گئے
عشق جب بھی کیا والہانہ کیا

لوگ مجھ سے تری بات کہنے لگے
ذکر تیرا مگر غائبانہ کیا

ضبط نے آنسوؤں کو جکڑ کے رکھا
غم نے حملہ بھلے قاتلانہ کیا

ایک لمحہ بھی صدیوں سا لگنے لگا
یار کو جب اچانک روانہ کیا

دل کو انمول موتی کہا ہے فراز!
لے، حوالے ترے یہ خزانہ کیا

اطہر حفیظ فراز

عابد محمود بھٹی۔ مبلغ سلسلہ تنزانیہ

ٹبورا، تنزانیہ میں پہلی مسجد کی تعمیر

تانگانیکا کا شہر ٹبورا جماعتی سرگرمیوں کا مرکز تھا۔ یہاں مقامی احباب کی ایک مخلص جماعت قائم تھی۔1940ء میں جماعت نے یہاں پر مسجد بنانے کا فیصلہ کیا۔ اس غرض سے جماعت نے ایک قطعہ زمین پہلے ہی خرید رکھا تھا۔ مخالفین جماعت ہر وقت شرارتوں پر آمادہ رہتے تھے۔اس موقع پر مخالفت کی آگ بھڑک اُٹھنا ایک قدرتی بات تھی۔ لہٰذا وہ فوراً حکام کے پاس پہنچے اور اپنا آزمودہ نسخہ آزماتے ہوئے انہیں کہا کہ اگر یہاں پر احمدیوں کو مسجد بنانے کی اجازت دی گئی تو اس سے فساد ہو جائے گا۔ حکام نے معقول جواب دیا کہ حکومتی قوانین میں ایسا کوئی قانون نہیں کہ وہ احمدیوں کو مسجد بنانے سے روکے اور جہاں تک فساد کا تعلق ہے تو اسے حکومت وقت آنے پر دیکھ لے گی۔ بہرحال مخالفین سلسلہ کوشش کرتے رہے کہ احمدی اپنی مسجد نہ بنا سکیں۔ آخر کار یکم فروری 1941ء کو جب احمدیوں نے زمین پر نشان لگانے سے کام شروع کیا۔ اس وقت مخالفین کے ایک نمائندے نے آ کر احمدیوں کو دھمکی بھی دی کہ اگر تم لوگ باز نہ آئے تو مسلمان تم سے لڑیں گے اور فساد ہوگا۔مگر احباب جماعت جوش وخروش اور اللہ کی ذات پر توکل کرتے ہوئے کام کا سلسلہ جاری رکھا۔اگلے روز احباب جماعت نے مسجد کی بنیادیں کھودنی شروع کیں۔ قبل ازیں اطلاع مل چکی تھی کہ شریر لوگ فساد کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔ اس حوالے سے پولیس کو بھی مطلع کر دیا گیا تھا۔ مخالفین کا ایک گروہ فساد کی غرض سے آیا بھی مگر احمدی مرد عورتیں اور بچے اپنے کام میں لگے رہے اور یہ گروہ خاموشی سے چلا گیا۔ دو پہر کے وقت جب مبلغ سلسلہ شیخ مبارک صاحب ایک احمدی کے دوکان پر بیٹھے تھے تو مخالفین نے ان پر حملہ کر دیا۔ آپ نے اور ساتھ دیگر احمدیوں نے قریب کے ایک احمدی کے کے گھروں پر حملے شروع کر دیے۔ شہر میں دہشت کی فضا چھا گئی تھی۔ پولیس حرکت میں آئی اور دو دن میں پچاس کے قریب مخالفین کو گرفتار کر لیا جن میں سے بعض کو سزا بھی ہوئی۔معاملہ گورنر تک جا پہنچا بعض حکام بھی مخالفین کا ساتھ دے رہے تھے، صورتحال کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت نے مسجد کی تعمیر رکوا دی۔ 1944ء میں حکومت نے اس سے بہتر جگہ جماعت کو مسجد کے لئے مہیا کر دی۔ پھر کام شروع ہوا تو افریقی کاری گروں نے مخالفت کے باعث کام کرنے سے انکار کر دیا۔ لیکن خدا تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ حکومت نے اطالوی قیدیوں کو مزدوری کرنے کی اجازت دے دی اور ان کے کاری گروں نے مسجد کا کام مکمل کیا اور اس طرح باوجود مخالفت کے 1944ء میں ٹبورا میں تنزانیہ جماعت کی پہلی مسجد تعمیر ہوئی۔

محمد افضل ظفر۔مبلغ سلسلہ کینیا

کینیا میں پہلی احمدیہ مسجد کی تعمیر

کینیا (مشرقی افریقہ) میں جماعت احمدیہ کا پیغام 1896ء کے آغاز میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کے ذریعے پہنچا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ علیہ السلام کی حیات مبارکہ میں ہی یہاں ایک مضبوط اور فعال جماعت قائم ہو گئی تھی۔ 1925ء تک کینیا کے متعدد شہروں اور قصبوں میں مقامی احمدی جماعتیں کام کر رہی تھیں مگر اس وقت تک جماعت کی اپنی کوئی مسجد نہیں تھی۔ 1925ء میں جماعت کو نیروبی شہر کے وسط میں ایک ہال ساڑھے سولہ سو شلنگ میں خریدنے کی توفیق ملی جو جماعتی سرگرمیوں اور نمازوں کی ادائیگی کے لیے استعمال ہونے لگا۔ 1928ء کے وسط میں مکرم محمد حسین صاحب بیرسٹر ممبر میونسپل کونسل نیروبی کی مساعی جمیلہ سے 3-4 ایکڑ کا ایک با موقع قطعہ زمین برائے مسجد میونسپل کارپوریشن کی طرف سے جماعت کو مفت مل گیا اور مکرم اکبر علی صاحب ممباسہ اور مکرم سیٹھ عثمان یعقوب صاحب پریذیڈنٹ جماعت نیروبی کے نام رجسٹر بھی ہو گیا۔ چنانچہ جماعت نے فوراً ہی اس پر مسجد کی تعمیر شروع کر دی جس پر ساڑھے بارہ ہزار شلنگ خرچ ہوئے جو احباب جماعت نے ایک ماہ کی آمدنی سے پورے کیے یہ مسجد 1931ء میں پایہ تکمیل کو پہنچی۔الحمدللہ یہ کینیا میں جماعت کی پہلی مسجد تھی جو مرانگا روڈ پر واقع ہے اور اس وقت سے لیکر آج تک جماعت احمدیہ کینیا کے ہیڈکوارٹر کے طور پر قائم و دائم ہے۔اب اس پلاٹ میں مسجد کے علاوہ جماعت احمدیہ کینیا کے مرکزی دفاتر اور امیر و مشنری انچارج کی رہائش گاہ بھی ہے۔

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ہفتم صفحہ 264، روز نامہ الفضل 31 جنوری 1935ء صفحہ 12)

رپورٹ:رشید احمد نوید۔مبلغ سلسلہ ونمائندہ الفضل آن لائن یوگنڈا

یوگنڈا میں پہلی مسجد کی تعمیر

یوگنڈا مشرقی افریقہ کا ایک زمین بند ملک ہے اس کا دارالحکومت اور سب سے بڑا شہر کمپالا ہے اس کی کرنسی شلنگز ہے سرکاری زبانیں انگریزی اور سواحیلی ہیں۔یہ افریقہ کے وسط میں واقع ہے۔ اس کی قدرتی خوبصورتی کے باعث آ ونسٹن چرچل نے اسے Pearl of Africa قرار دیا ہے۔

یوگنڈا میں پیغام احمدیت خلافت اولیٰ کے آخری سال یا خلافت ثانیہ کے آغاز میں پہنچا جب سب سے پہلے ڈاکٹر فضل الدین صاحب پہنچے آپ کے بعد ڈاکٹر احمد دین صاحب اور ڈاکٹر لعل دین صاحب نیز بھائی محمد حسین صاحب کھوکھر اور بابو نذیر احمد کھوکھر تشریف لائے۔اس طرح ایشیائی احمدیوں پر مشتمل ایک جماعت قائم ہوئی۔

یوگنڈا میں باقاعدہ رجسٹریشن

1934ء میں جب مولانا شیخ مبارک احمد صاحب کو مشرقی افریقہ کے مبلغ کے طور پر بھجوایا گیا تو گو آپ کا قیام نیروبی میں تھا مگر گاہے بگاہے آپ یوگنڈا کا بھی دورہ کرتے رہے اور جماعت کا پیغام پہنچاتے رہے۔1935ء میں مکرم شیخ مبارک صاحب کو جماعت کو باقاعدہ یوگنڈا میں رجسٹر کروانے کی توفیق ملی۔مولانا شیخ مبارک احمد صاحب کی تبلیغ اور کاوشوں کے نتیجہ میں سب سے پہلے مکرم زکریا کزیٹو صاحب کو لوکل احباب میں سے بیعت کا شرف حاصل ہوا۔

جنجا (یوگنڈا) میں مسجد اور مشن ہاؤس کی تعمیر

مارچ 1957ء میں جب دارالسلام تنزانیہ میں پہلی مسجد تعمیر ہوئی اس کی افتتاحی تقریب کے لئے جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے پیغام ارسال فرمایا تو اس میں اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ ''میں یوگنڈا کے علاقہ میں بھی مسجد کی تعمیر کی خوشخبری سننے کا منتظر ہوں۔'' اس خواہش کی تکمیل میں 27/جولائی 1957ء کو مسجد اقصیٰ جنجا کی اور اگست 1957ء میں مشن ہاؤس کی بنیاد رکھی گئی۔یہ دونوں عمارتیں اللہ کے فضل سے 1959ء میں مکمل ہو گئیں۔جنجا کی جماعت نے عموماً اور حافظ بشیر الدین عبید اللہ صاحب مبلغ مقامی اور بھائی محمد حسین کھوکھر صدر جماعت جنجا نے خصوصاً اس کی تکمیل میں نمایاں حصہ لیا۔

کمپالا(یوگنڈا)میں مسجد محمود کی تعمیر

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی یوگنڈا میں مسجد کی تعمیر کی خوشخبری سننے کی تعمیل میں جنجا کے علاوہ کمپالا میں بھی 9/اگست 1957ء کو مسجد کا سنگ بنیاد رکھ دیا گیا۔یہ مسجد(محمود مسجد) 1962ء میں مکمل ہوئی اور اس کا افتتاح حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے فرمایا۔اس مسجد کے اکثر و بیشتر اخراجات محمد اکرم غوری صاحب نے ادا کئے۔

(تاریخ احمدیت جلد 6)

مساجد کی تعمیر کا یہ سلسلہ خدا کے فضل سے جاری و ساری ہے۔بفضل تعالیٰ یوگنڈا میں اب تک تعمیر ہونے والی کی مساجد کی تعداد 146 ہے۔اللّٰھم زد فزد

جبار ندیم۔مبلغ انچارج ماریشس

ماریشس میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد

سپریم کورٹ کے فیصلے (کہ احمدی مسلمان ہی ہیں) کے بعد احمدیوں نے اپنی الگ مسجد بنانے کا فیصلہ کیا۔ اس کام کے لیے مولاناحافظ صوفی غلام محمد صاحب رضی اللہ عنہ اپنے دوستوں سے مالی مدد کے خواہاں تھے۔ پہلے وہ ایک احمدی دوست مکرم صدر علی صاحب کے پاس گئے جن سے انہوں نے مسجد کی تعمیر کے منصوبے کے بارے میں بات کی۔ اسی لمحے مکرم صدر علی صاحب نے زمین کے پلاٹ کی خریداری کے لیے 200 روپے کا چیک پیش کیا۔ اگلے دن روز ہل اسکوائر(Rose Hill Square) میں زمین کا ایک مناسب پلاٹ خریدا گیا۔ یہ پلاٹ ایک چینی کا تھا جو وہاں اپنے جانور رکھتا تھا۔ اراضی کے پلاٹ کی خریداری کے بعد 1923ء میں لکڑی کی ایک مسجد تعمیر کی گئی۔

اس مسجد کا نام دار السلام رکھا گیا تھا اور یہ ماریشس میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد تھی۔ اس وقت جماعت میں 400 کے قریب احباب تھے۔ احباب کی تعداد میں اضافے کی وجہ سے مولانا حافظ صوفی غلام محمد صاحب کے زمانے میں مسجد کی توسیع کا کام ہونا تھا۔

دارالسلام مسجد کی تعمیر نو

دارالسلام مسجد ایک چھوٹی سی (20 / 30 فٹ) لکڑی کی عمارت تھی جس پر ٹین کی چھت تھی۔ ایک طوفان نے مسجد کو تباہ کر دیا تھا اور دارالسلام کو جلد از جلد دوبارہ تعمیر کرنا ضروری تھا کیونکہ یہ ماریشس جماعت کا ہیڈکوارٹر بھی تھا۔ 8/جنوری 1961ء کو جماعت نےفنڈز اکٹھا کرنے کے لیے ایک سکیم شروع کی اور جماعت کے ارکان نے 200,000 روپے عطیہ کیے اور باقی 300,000 روپے لجنہ اماء اللہ نے اپنے زیورات کی صورت میں عطیہ کیے تھے۔ ایک بیوہ تھی مسز راجبلی جنہوں نے اپنے بیٹے کی شادی کے لیے رقم اکٹھی کی تھی وہ تمام رقم عطیہ کر دی۔

ایک فرانسیسی اور ایک چینی ڈیزائنر نے دارالسلام مسجد کو ڈیزائن کیا۔ مسٹر احمد ید اللہ بھنو صاحب نے مسجد کی تعمیر نو کے لیے ایک کمیٹی کی سربراہی کی اور 25/ اگست 1961ء کو مسٹر ویل گووندن (ایم ایل اے) نے مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ 3/ ستمبر 1961ء کو بعد نماز عصر بنیاد کے ساتھ تعمیر کا آغاز ہوا۔

روزانہ نماز عصر سے عشاء تک 8 ماہ کے دوران وقار عمل (رضاکارانہ کام) کے ذریعے تعمیراتی کام جاری رہا۔ گراؤنڈ فلور 9/ دسمبر 1961ء کو 62x62 فٹ کے رقبے کے ساتھ مکمل ہوئی۔ جماعت کے 225 رضاکاروں کی ٹیم نے 14 اور 15/ اپریل 1962ء کو پہلی منزل کی چھت مکمل کی۔ یہ کام 38 گھنٹے تک جاری رہا جو ان دنوں ایک غیر معمولی کارنامہ تھا۔

دارالسلام کی افتتاحی تقریب

مولانا اسماعیل منیر صاحب جو کہ مسجد کی تعمیر کی نگرانی کر رہے تھے اور 27/ اگست 1962ء کو ماریشس سے روانہ ہوگئے۔ ستمبر 1963ء کو مولانا فضل الٰہی بشیر صاحب ماریشس واپس آئے اور مسٹر جولس کوینگ کے ساتھ دارالسلام کی افتتاحی تقریب منعقد کی۔ مسجد کی ساخت اس طرح تھی پہلی منزل نماز کے لیے تھی اور گراؤنڈ فلور کالج، ہال، دفتر اور لائبریری کے لیے تھا۔

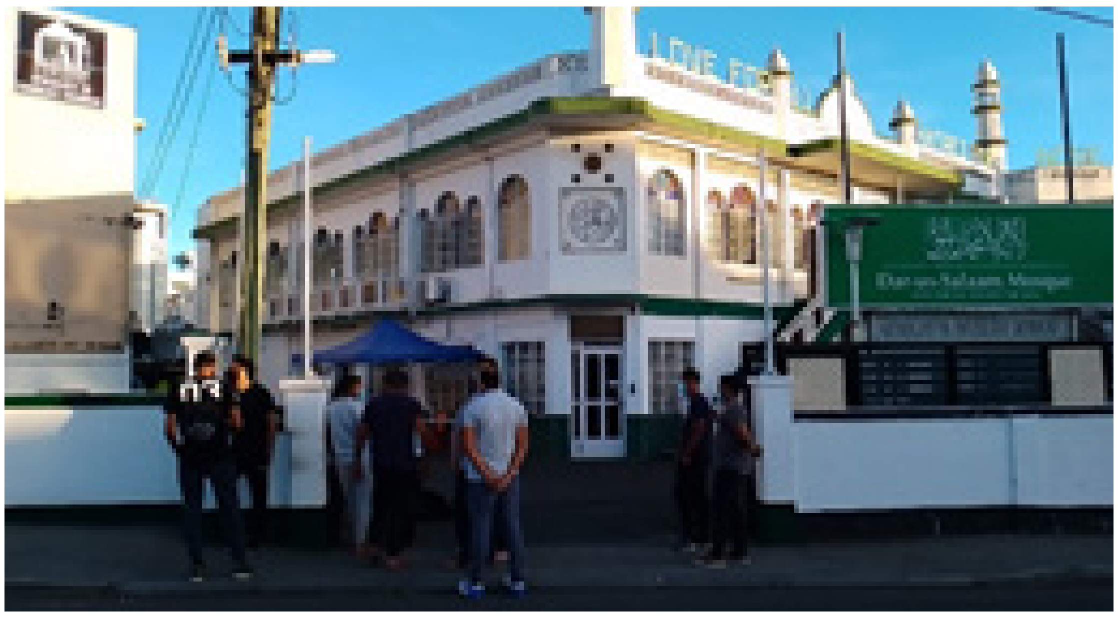

مدثر احمد۔ مبلغ سلسلہ مڈغاسکر

مڈغاسکر میں مسجد نور کا قیام

اس مسجد کی تعمیر کے اخراجات لجنہ ماریشس نے ادا کئے

مڈغاسکر کے دارالحکومت Antananarivo (انتَ نانا ریوْ) میں جماعت نے 1999ء میں ایک زمین کا رقبہ خریدا۔ 2014ء میں مکرم مجیب احمد منیر نیشنل صدر و مشنری انچارج جماعت احمدیہ مڈغاسکر نے پہلی مسجد اور مشن ہاؤس کی تعمیر کی باقاعدہ اجازت کے حصول کے لئے متعلقہ حکومتی اداروں سے رابطے کئے اور ان کاوشوں کے نتیجہ میں مؤرخہ 14 نومبر 2014ء بعد از نماز جمعہ مکرم موسیٰ تیجو صاحب امیر جماعت ماریشس نے مڈغاسکر میں جماعت احمدیہ کی پہلی پختہ مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔

نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد اس موقع کی مناسبت سے 5 بکرے صدقہ کئے گئے۔ اس کے بعد مقررہ جگہ پر ایک مختصر پروگرام منعقد کیا گیا جس میں تلاوت قرآن کریم، نظم اور ترانہ پیش کئے گئے۔ بعد ازاں سنگ بنیاد کی رسم ادا کی گئی۔ سنگ بنیاد کا پہلا پتھر مکرم موسی تیجو صاحب امیر جماعت ماریشس نے رکھا۔ جس کے بعد مکرم مجیب احمد منیر نیشنل صدر و مشنری انچارج مڈغاسکر نے پتھر رکھا اور اس کے بعد مبلغین سلسلہ اور دیگر احباب نے پتھر رکھا۔ اس موقع پر لوکل احمدی ممبران نیز پاکستان سے آئے ہوئے احمدی احباب کے ساتھ ساتھ جماعت کے اسکول کے کچھ اساتذہ اور طلباء بھی شامل ہوئے۔ اس موقع پر لوگوں نے پر جوش نعرہائے تکبیر بلند کئے۔ اس تقریب میں کل حاضری 150 سے زائد احباب تھی جس میں بعض غیر از جماعت دوست اور حکومتی عہدیداران بھی مدعو تھے۔

اس تقریب کے لئے تمام احمدی گھرانوں کی طرف سے مشترکہ دعوت کا انتظام تھا جس میں تمام گھرانے ایک ایک ڈش بنا کر لائے تھے۔ چنانچہ سنگ بنیاد کی تقریب کے بعد تمام حاضرین کو کھانا پیش کیا گیا۔ کھانے کے بعد بعض غیر از جماعت مہمانان کرام اور حکومتی عہدیداران نے اپنے نیک جذبات کا اظہار کیا۔ آخر پر مکرم موسی تیجو صاحب امیر جماعت ماریشس نے خطاب کیا اور پھر دعا کے ساتھ پروگرام کا اختتام ہوا۔

سیدنا و امامنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس مسجد کا نام از راہ شفقت ’’مسجد نور‘‘ رکھا اور اس مسجد کی تعمیر کا خرچ مجلس لجنہ اماء اللہ ماریشس نے ادا کیا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

یہ مسجد اپنے محل وقوع کی مناسبت سے گول شکل میں بنائی گئی ہے۔ اس کی نچلی منزل مرد حضرات کے لئے مخصوص ہے جس کا کل رقبہ قریباً 200 مربع میٹر ہے اور اس میں قریباً 320 افراد نماز پڑھ سکتے ہیں۔ نچلی منزل کے اوپر جزوی طور ایک تہائی

حصہ پر ایک درمیانی چھت ڈال کر خواتین کے لئے دوسری منزل بنائی گئی ہے جس کا کل رقبہ تقریباً 60 مربع میٹر ہے اور اس میں کل 100 نمازیوں کی گنجائش ہے۔ اس گول مسجد کی ایک طرف محراب کا اضافہ کیا گیا ہے اور دیگر تین اطراف پر دروازے رکھے گئے ہیں۔ اس مسجد کا ایک مینار ہے جو کہ محراب کے اوپر ہی بنایا گیا ہے اور اس کی کل اونچائی قریباً 19 میٹر ہے۔

اس مسجد سے قریباً ایک کلومیٹر کے فاصلہ پر حکومت کے اعلیٰ حکومتی ادارے موجود ہیں جن میں وزارت داخلہ، وزارت خارجہ، وزارت تعلیم، امیگریشن پولیس کا ہیڈ کوارٹر اور عدالتیں شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس مسجد کو اس علاقہ، اس شہر اور اس ملک میں توحید کو پھیلانے والا بنائے اور ہمیں اللہ کے اس گھر کو آباد کرنے والا اور اپنے فرائض کماحقہ ادا کرنے والا بنائے۔ آمین

شاہد محمود خان۔ مبلغ سلسلہ کونگو کنشاسا

کونگو کنشاسا کی پہلی مسجد

کونگو کنشاسا وسطی افریقہ میں واقع ایک وسیع و عریض ملک ہے۔ ملکی تاریخ سیاسی انتشار اور خلفشار سے بھرپور رہی ہے۔ مغربی یورپ کے رقبہ کے برابر اس ملک میں ذرائع نقل و حمل آج 2022ء میں بھی محدود اور بعض علاقوں میں مفقود ہیں۔ ان تمام مشکلات اور رکاوٹوں کے با وجود اس ملک میں بھی جماعت احمدیہ کے پیغام کو پہنچنے سے نہیں روکا جا سکا۔ کینیا اور تنزانیہ کے راستہ سے جماعت کا پیغام 1968ء کے قریب کونگو کے انتہائی مشرقی حصہ میں پہنچا اور کچھ احباب نے احمدیت قبول کر لی۔ یہ تعداد وقت کے ساتھ کسی قدر بڑھتی رہی۔ زبانی روایات کے مطابق کونگو کے صوبہ Maniema میں Karomo نامی گاؤں میں نماز کے لیے ایک چھپر بنایا گیا۔ یہ جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ معلومات بھی ملی ہیں کہ کونگو کنشاسا کے وسط میں واقع صوبہ Kasai کے شہر کانانگا میں چند ابتدائی احمدیوں نے ایک کچی عمارت بنائی جس کو بطور مسجد کے استعمال کیا جاتا رہا۔

1970ء کی دہائی میں یہاں پر مرکزی مبلغین کرام کے دورہ جات بھی ہوئے۔ مکرم مولانا صدیق منور صاحب کی مرتبہ تاریخ کے مطابق مختلف مبلغین کرام نے یہ دورہ جات کیے۔ مکرم مولانا صدیق منور صاحب نے بھی 1982ء میں 2/جون تا 5/جولائی ایک ماہ کا دورہ کیا اور مرکز رپورٹ ارسال کی۔ اس رپورٹ کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس ملک میں مستقل مشن کی بنیاد رکھنے کا فیصلہ فرمایا اور 20/جون 1984ء کو مکرم مولانا صدیق منور صاحب کنشاسا پہنچے۔ آغاز میں ایک احمدی مکرم عثمان کلونجی صاحب کے گھر واقع کنشاسا میں مبلغ صاحب رہائش پذیر رہے اور نمازیں بھی یہیں ادا ہوتی رہیں۔ اس کے بعد اسی سال ایک عمارت کرائے پر لے کر جماعتی سرگرمیاں شروع کر دی گئیں۔

1984ء سے 1987ء کے آغاز تک احمدیہ مرکز کرایہ کی عمارت میں تھا۔ اپریل 1987ء میں اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ ہیڈ کوارٹر کے لیے شہر کے اچھے علاقہ میں اپنی عمارت

روڈ پر خریدنے توفیق دی۔ یہ عمارت زون Barumbu میں Ruakadingi روڈ پر واقع ہے یہ چالیس ہزار امریکن ڈالرز میں خریدی گئی تھی۔ 15/ مئی 1987ء بروز جمعۃ المبارک مکرم مولانا صاحب نے احمدیہ مرکز میں رہائش اختیار کی۔ فالحمدللہ علی ذالك۔ احمدیہ مرکز میں اس وقت 3 عمارتیں اور کچھ کھلا صحن تھا ایک عمارت مبلغین کی رہائش اور دوسری بڑی عمارت میں دفتر لائبریری اور مسجد کے لئے مخصوص کی گئی تھی اس مسجد کا نام بیت الاحد رکھا گیا۔ اس طرح بیت الاحد Barumbu کونگو کنشاسا میں باقاعدہ طور پر جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد تھی۔

طاہر سیفی۔ نمائندہ الفضل آن لائن زیمبیا

زیمبیا میں احمدیت کا نفوذ

اگست 1958ء میں محترم مولانا محمد منور صاحب زیمبیا میں مشن کے قیام کا جائزہ لینے کے لیے آئے تھے اور دو ماہ انہوں نے زیمبیا میں قیام کیا۔ اس وقت زیمبیا میں بعض ایشیائی احمدی موجود تھے جن کی خواہش تھی کہ وہاں کسی مبلغ کا تقرر کیا جائے۔ اس طرح زیمبیا کے پہلے مبلغ مکرم شیخ نصیر الدین احمد صاحب مقرر ہوئے جو 14/اکتوبر 1971ء کو زیمبیا کے دارالحکومت لوساکا پہنچے۔ مکرم شیخ نصیر الدین صاحب کے زیمبیا پہنچنے کے تین دن بعد پہلے افریقن دوست مکرم ادریس کاسا صاحب احمدیت میں داخل ہوئے۔ زیمبیا میں باقاعدہ مشن کا آغاز رجسٹریشن کروانے کے بعد 6/ جنوری 1972ء کو ہوا۔

زیمبیا میں باقاعدہ پہلی مسجد (بیت الاحد) کا سنگ بنیاد 1999 میں مکرم رئیس احمد طاہر نیشنل صدر و مبلغ انچارج صاحب زیمبیا نے رکھا لیکن ان کے دور میں مسجد مکمل نہ ہو سکی اور ان کا تبادلہ پاکستان ہوگیا۔

10/مارچ 2000ء کو نئے آنے والے نیشنل صدر و مبشری انچارج مکرم طاہر محمود چوہدری صاحب نے اس مسجد کو مکمل کر کے 2000ء کے آخر میں اس مسجد کا باقاعدہ طور پر افتتاح کیا۔ اس مسجد کا مُسقَّف حصہ 14 ×10 میٹر ہے اور اس مسجد میں 150 نمازیوں کی گنجائش ہے۔ الحمدللہ علی ذالک

دارالحکومت لوساکا میں بیت الاحد کی مرمت، توسیع اور میناروں کی از سر نو تعمیر

2012ء میں دارالحکومت لوساکا کے کنیاما ایریا میں جہاں پہلے سے جماعت کی مسجد موجود ہے، اس کی مرمت کے کام کا آغاز کیا گیا۔ اس میں برآمدے کا اضافہ کر کے میناروں کی از سر نو تعمیر کی گئی۔ اس کے بعد مسجد کے احاطہ میں مختلف راستے، پارکنگ پلیس اور صحن میں بھرتی ڈالی گی۔

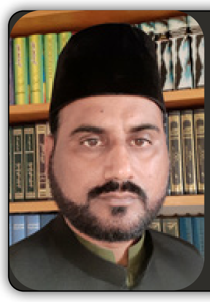

سعید احمد۔ نمائندہ الفضل آن لائن کونگو برازاویل

کونگو برازاویل میں پہلی مسجد بیت السلام

جون 2005ء میں کونگوبرازاویل میں پہلی دفعہ جماعت احمدیہ کا مشن ہاؤس کھولا گیا۔ 2007ء میں جماعت کی رجسٹریشن جماعت احمدیہ مسلمہ کے نام پر ہوگئی۔ الحمدللہ

رجسٹریشن کے بعد کیپیٹل کے باہر نئے علاقوں میں تبلیغ کا آغاز کیا گیا جن دیہات میں جماعت کو تبلیغ کرنے اور جماعت کا پودا لگانے کی توفیق ملی ان میں سے ایک گاؤں ایمبیمی ہے جہاں پر شروع میں ہی تبلیغ میں کامیابی ہوئی اور کافی بیعتیں ہو گئیں۔ بیعت کرنے والوں میں سے ایک بزرگ مکرم ایمبولا صاحب جن کی عمر 80 سال تھی کو بھی بیعت کرنے کی توفیق ملی اور ان کا نام ابراہیم رکھا گیا۔ مکرم ابرہیم ایمبولا صاحب نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ جماعت ہمارے لئے ایک مسجد بنائے اور مسجد کے لئے انہوں میں سے اپنے پلاٹ میں سے ایک حصہ جماعت احمدیہ کے نام لگا دیا تا کہ ان کے لئے مسجد کی تعمیر کی جاسکے۔

اسی جگہ پر ہمیں اپنی پہلی مسجد 2008ء میں تعمیر کرنے کی توفیق ملی۔ اس مسجد کی تعمیر کا آمدہ خرچ بفضلہ تعالیٰ درج ذیل افراد کو کرنے کی توفیق ملی:

مکرم حافظ محمد ظفر اللہ صاحب، مکرم منور ذیشان صاحب، مکرم اثمار اعجاز خان صاحب، مکرم سید نعمان صاحب، مکرم فرخ احمد صاحب اور خاکسار سعید احمد مبلغ سلسلہ۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت اس مسجد کانام بیت السلام تجویز فرمایا۔ مسجد کی تعمیر مکمل ہونے پر 17/مئی 2009ء کو باقاعدہ اس مسجد کا افتتاح کرنے کی توفیق ملی۔

افتتاح کے موقع پر 10 جماعتوں سے آئے ہوئے 210 افراد کو شرکت کرنے کی توفیق ملی جن میں سے 50 کے قریب عیسائی احباب بھی شامل تھے۔ 5 گاؤں کے نمبردار اور 4 پادریوں نے بھی شرکت کی افتتاح کے موقع پر ایک پادری نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہم اپنے گاؤں میں جماعت احمدیہ کو خوش آمدید کہتے ہیں اور کہا کہ یہ مسجد ہمارے لئے ایک انمول تحفہ ہے کیونکہ مسجد ہو یا چرچ اس میں خدا کی ہی عبادت کی جاتی ہے۔ اور ایسی جگہوں پر خدا کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

یہ گاؤں کیپیٹل سے 70 کلو میٹر کے فاصلے پر ہے اور مسجد بالکل مین شاہراہ پر تعمیر کی گئی ہے جو ہر آنے جانے والے کے لئے جماعت کی تبلیغ کاباعث بن رہی ہے۔ اور دوسرے مسلمان مسافر بھی بوقت نماز یہاں نمازیں ادا کرتے ہیں۔

اس مسجد کے پہلے امام اور معلم سلسلہ مکرم ابو بکر آداموصاحب تھے۔ جو آج کل کیمرون میں خدمت سلسلہ کی توفیق پا رہے ہیں۔ یہاں کے پہلے صدر جماعت مکرم ابوبکر لامبیلے صاحب تھے جو بفضلہ تعالیٰ موصی تھے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ مسجد بہتوں کے لئے ہدایت کاموجب ہو۔ اور ہمیں اس مسجد کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

منصور احمد زاہد۔ نمائندہ الفضل آن لائن جنوبی افریقہ

جنوبی افریقہ میں احمدیت کا آغاز اور کیپ ٹاؤن میں مسجد کی تعمیر

تعارف

جنوبی افریقہ براعظم افریقہ کے انتہائی جنوب میں واقع ہے اور دو سمندروں کے ملنے کی جگہ ہے اس کے ایک طرف انڈین اوشن ہے جبکہ دوسری طرف پیسیفک اوشن، اس لحاظ سے یہ ملک براعظم افریقہ اور دنیا کا کنارہ ہے اور اس ملک کے مشہور شہر کیپ ٹاؤن سے احمدیت کا آغاز ہوا اور اس طرح یہ شہر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام ’’میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا‘‘ کے پورا ہونے کا موجب بنا کیونکہ اس شہر کے بعد پھر آگے سمندر ہی سمندر ہے جس کی انتہاء جزیرہ انٹار کٹیکا پر ہوتی ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک

اس ملک کا رقبہ چار لاکھ اکہتر ہزار چار سوپنتالیس مربع میل ہے۔ 2021ء کے اعداد و شمار کے مطابق آبادی چھ کروڑ سے زائد ہے اس میں سے پانچ کروڑ کے قریب سیاہ فام ہیں جو کہ آبادی کا قریباً 81 فیصد ہے، سفید فام کی آبادی قریباً پینتالیس لاکھ سے زائد ہے اور مقامی افریقن قبائل اور یورپ سے ہجرت کرکے آنے والے لوگوں کے میل ملاپ اور شادی بیاہ سے جو آگے نسل چلی اسے کلرڈ لوگ کہا جاتا ہے یہ کوئی پچاس لاکھ سے زائد ہیں جبکہ ایشیائی لوگوں کی تعداد جس میں انڈونیشیا ملیشیا ہندوستان اور پاکستان وغیرہ کے لوگ شامل ہیں یہ سب ملا کر کوئی دس لاکھ سے اوپر ہیں۔

جنوبی افریقہ کے بڑے بڑے شہر درج ذیل ہیں

1۔ جوہانسبرگ Johannes Burg۔ 2پورٹ الزبتھ Port Elizabeth ۔ 3 ڈربن Durban۔4 پری ٹوریا Pretoria اور کیپ ٹاؤن Cape Town ہے۔ الحمد للہ ان میں سے اکثر شہروں میں اس وقت چھوٹی بڑی جماعتیں قائم ہیں۔

جنوبی افریقہ میں احمدیت کا تعارف

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام ’’ینصرک رجالٌ نوحی الیھم من السماء‘‘ کے مطابق 1915ء میں جنوبی افریقہ کے ایک دوست مکرم علاؤ الدین صاحب نے اپنے ایک خواب کی بنا پر احمدیت قبول کی۔ انہوں نے اپنی بیعت کے خط میں لکھا:

’’حضرت مرزا صاحب جن کا حلیہ یہ ہے نے مجھے رؤیا میں فرمایا کہ تم مرزا غلام احمد قادیانی کو جانتے ہو؟ میں نے کہا کہ نام تو سنا ہوا ہے فرمایا وہ تمہارے سامنے کھڑے ہیں۔ قیامت نزدیک ہے موجودہ خلیفہ کے ہاتھ پر جلد سلسلہ میں داخل ہوجاؤ ورنہ افسوس کروگے۔‘‘

(الفضل 16/مارچ 1915ء صفحہ 1 کالم 2)

مگر جنوبی افریقہ میں احمدیت (یعنی جماعت مبائعین) کا تعارف مکرم ڈاکٹر یوسف سلیمان صاحب کے ذریعہ سے ہوا جو ابتدائی عمر میں ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے انگلستان آئے جہاں ان کی ملاقات مکرم خواجہ کمال الدین صاحب سے ہوئی اور Star Street لنڈن میں مقیم بعض اور احمدیوں سے بھی تعارف ہوا اور پھر 1918ء میں حضرت قاضی محمد عبداللہ صاحب مبلغ انگلستان کے ذریعہ احمدیت میں داخل ہوگئے۔

(our foreign Mission P25)

ایک لمبے عرصے تک احمدیت کی آغوش میں تربیت پانے کے بعد مکرم ڈاکٹر سلیمان صاحب کے دل میں احمدیت کا پیغام دوسروں تک پہنچانے کا خیال پیدا ہوا۔چنانچہ حج کی ادائیگی کے بعد آپ قادیان آئے اور حضرت مصلح موعودؓ سے ملاقات کے موقعہ پر اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ جنوبی افریقہ میں رہائش پذیر ہو کر تبلیغ کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے 18 مارچ 1946ء کو خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

’’ڈاکٹر صاحب نے اپنی ساری عمر انگلستان میں گذاری ہے انہوں نے ڈاکٹری پاس تو کی ہے لیکن ڈاکٹری پیشہ اختیار نہیں کیا ان کے والد امیر آدمی تھے اور اتنی جائیداد انہوں نے چھوڑی ہے کہ وہ اس پر گزارہ کرتے ہیں ان کے والد کیپ ٹاؤن کے علاقے کے ویسے ہی لیڈر تھے جیسے مسٹر گاندی نٹال(Natal) (صوبہ) کے اور دونوں ملکر کام کیا کرتے تھے جب ڈاکٹر صاحب مجھے ملے تو انہوں نے بتایا کہ مسٹر گاندی کئی دفعہ ہمارے گھر آکر ٹھہرتے اور کئی دفعہ ہم ان کے گھر جا کر ٹھہرتے .... میں نے کہا کیا کسی طرح ہم اپنا مبلغ وہاں بھیج سکتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں ہاں انہیں استاذ کر کے بھیج سکتے ہیں۔ میں کہوں گا کہ مجھے اپنے لئے دین کے استاد کی ضرورت ہے اس طرح وہ میرے استاد بن کر جاسکتے ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ وہاں جائیں اور استاد کے لئے درخواست دے دیں اجازت ملنے پر ہم وہاں اپنا مبلغ بھیج دیں گے.........اب دیکھو یہ خدائی سامان ہے نہ ارادہ نہ خیال۔ مجھے تو یہ بھی پتہ نہیں تھا کہ وہ آرہے ہیں۔اچانک ان کا یہاں آنا معلوم ہوا اور اچانک خداتعالیٰ کی طرف سے ساؤتھ افریقہ میں تبلیغ احمدیت کے سامان پیدا ہوگئے۔‘‘

مکرم ڈاکٹر یوسف سلیمان صاحب قادیان سے واپس انگلستان پہنچے جہاں سے تبلیغ دین کا عزم صمیم دل میں لئے 13/اکتوبر 1946ء کو جنوبی افریقہ کے لئے روانہ ہوئے۔

(تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 606-607)

مکرم ڈاکٹر صاحب نے جنوبی افریقہ پہنچ کر احمدیت کی تبلیغ و اشاعت شروع کی آپ نے نامساعد حالات اور مشکلات کے باوجود بڑی محنت اور تندہی کے ساتھ کام کیا اور خداتعالیٰ کے فضل سے آپ کی مساعی بارآور ہوئی اور چھ سال کے عرصہ میں کئی دوست احمدیت میں داخل ہوئے۔ اس طرح جنوبی افریقہ میں احمدیت آہستہ آہستہ پروان چڑھنے لگی۔

مکرم ڈاکٹر صاحب کی وفات 1952ء میں لنڈن میں ہوئی آپ کا جنازہ انگلستان سے ساؤتھ افریقہ لایا گیا جہاں کیپ ٹاؤن

کے سینکڑوں مسلمانوں اور دوسرے دوستوں نے تدفین میں شرکت کی۔

مکرم ڈاکٹر صاحب کی وفات کے بعدا یک مخلص احمدی اور ڈاکٹر صاحب موصوف کے قریبی دوست مکرم ہاشم ابراہیم صاحب نے جماعت کے کام کو آگے بڑھایا اور تبلیغی سرگرمیوں میں احباب جماعت کی راہنمائی کرتے رہے۔

(Our Foreign Mission P26)

عارضی مشن ہاؤس اور نماز سینٹر کا قیام

ابتداء میں مکرم ہاشم ابراہیم صاحب کا گھر جماعت کا مرکز اور نمازوں اور دیگر تقریبات کے لئے استعمال ہوتا رہا۔ لیکن جماعت کی سرگرمیوں میں وسعت کے پیش نظر جماعت کے مرکز کے لئے علیحدہ جگہ کی ضرورت محسوس ہوئی چنانچہ 1967ء میں جماعت نے مسجد اور مشن کے لئے ٹاؤن کے ایک حصہ جس کا نام ایتھلون ہے میں ایک پلاٹ خریدا۔

مسجد کی تعمیر

مسجد کے لئے 1967ء میں خرید کردہ پلاٹ پر تعمیر کا آغاز 1970ء میں ہوا۔ مسجد کا سنگ بنیاد محترمہ عائشہ بٹ نے رکھا جو قدیم احمدی ہونے کے علاوہ احمدیت کا درد رکھنے والی بڑی مخلص اور نیک خاتون تھیں آپ مکرم ڈاکٹر یوسف سلیمان صاحب مرحوم کی ہمشیرہ تھیں۔

(فائل جنوبی افریقہ 70-84صفحہ 18)

اس مسجد کی بعد میں توسیع کی گئی اور مینار بھی بنایا گیا۔

مسجد کی تعمیر پر مبلغ 3750پونڈز خرچ آیا اس کی شکل مستطیل اور چھت مسطح ہے۔ جماعت احمدیہ ساؤتھ افریقہ کے صدر اور امام مکرم ہاشم ابراہیم صاحب نے 9/اپریل 1971ء کو نماز جمعہ کے بعداس کاافتتاح کیا یہ مسجد نمازوں کی ادائیگی کے علاوہ جماعتی اور تبلیغی سرگرمیوں کا بھی مرکز ہے۔ مسجد سے ملحق ایک مکان بھی خریدلیاگیا جو کہ بطور مشن اور مبلغ سلسلہ کی رہائش کیلئے زیر استعمال ہے۔

اس مسجد کا نام بیت الاول ہے۔ اس میں لجنہ اماءاللہ کی نمازوں کی ادئیگی کے لیے گیلری ہے جسے علیحدہ داخلی راستہ دیا گیا ہے اور اس حصہ کے نیچے مردوں کے لئے وضو کرنے کی جگہ ایک دفتر کا کمرہ مہمانوں کے استقبال کے لیے کمرہ جس میں قران کریم کے مختلف تراجم کی نمائش اور حوالہ جات کے لئے اہم کتب بھی رکھی گئی ہیں۔

کیپ ٹاؤن میں جماعت کا مشن ہاؤس جو کہ مسجد سے ملحقہ مگر دوسرے سڑک پر واقع ہے یہ مسجد گلی کے کارنر پر ہے

قارئین الفضل سے ساؤتھ افریقہ کی جماعت کی ترقی کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

محمد احسان نور۔ مبلغ سلسلہ لیسوتھو جوہانسبرگ (جنوبی افریقہ)

مسجد بیت المہدی لیسوتھو

اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق حضرت مسیح موعود کا الہام (میں تیری تبلیغ کو دینا کے کناروں تک پہنچاؤں گا) کس شان سے پورا ہوتا نظر آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان سے جماعت احمدیہ لیسوتھو کو اللہ تعالیٰ نے مسجد تعمیر کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ لیسوتھو کو افریقہ کی چھت بھی کہا جاتا ہے۔یہ پورے افریقہ میں سمندر سے سب سے بلند مقام پر واقع ہے۔ لیسوتھو کی کل آبادی 2,183,238ہے اور اس کا کل رقبہ30,355سکوائر کلو میٹر ہے۔یہ ملک چاروں اطراف سے ساوتھ افریقہ سے گھرا ہوا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ علیہ کی ہدایات کے مطابق نئے ملکوں میں احمدیت کا پیغام پہنچانے کی غرض سے دو نئے ملکوں لیسوتھو اور سوازی لینڈ جس کا نیا نام ایسواٹینی ہے میں تبلیغی مہم شروع کی۔

مکرم رشید احمد یحییٰ صاحب، مبلغ انچارج ونیشنل پریذیڈنٹ ساؤتھ افریقہ کی راہنمائی میں 1999ء میں کیپ ٹاؤن سے تبلیغ کی غرض سے یہاں تشریف لائے۔

الحمدللہ ان کی تبلیغ سے لیسوتھو میں متعدد احباب نے سلسلہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی اور اسلام احمدیت کی برکات سے مستفید ہوئے۔ ابتدائی احباب جماعت تھابا بوسیو، ماسیرو اور موہالے سھوک میں تھے۔

جماعت احمدیہ لیسوتھو کی پہلی مسجد تھابا بوسیو میں واقع ہے۔ تھابا بوسیو ریت اور پتھروں کا مرتفع ہے۔ جس کا کل رقبہ دو کلو میٹر مربع ہے اور یہ سطح سمندر سے 1804 میٹر (5918 فٹ) کی بلندی پر واقع ہے۔ یہ ملک کے دارالحکومت ماسیرو سے 24 کلو میٹر مشرق میں واقع ہے۔ یہ کسی زمانہ میں ملک کا دار لحکومت ہوا کرتا تھا جب کنگ موشے شے اول اس ملک کا بادشاہ تھا۔

2005ء کے اوائل میں مبلغ انچارج و نیشنل پریذیڈنٹ جنوبی افریقہ مکرم ظہیر احمد کھوکھر صاحب نے پیارے حضورحضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں تھابوسیو میں ایک مسجد کی تعمیر کے لیے زمین خریدنے کی درخواست کی جسے حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت قبول فرمایا۔ اس طرح جنوری 2005ء کو لیسوتھو میں جماعت کے عہدیداروں نے مسٹر ایڈگر موئیلوا اور ان کے خاندان کے ساتھ گفت و شنید کے ذریعے تھابابوسیو، بوائیکیٹلو میں زمین خریدی اور تھابا بوسیو میں مقامی حکومتی اہلکاروں کی طرف سے ایک فارم سی کاغذ جاری کیا گیا۔ ملکیت کی تبدیلی کی قانونی دستاویز کے طور پر جماعت کو تھابا بوسیو زمین کا سروے کرنے اور لیز کی درخواست دائر کرنے کے بعد، جماعت نے فروری 2005ء میں لوکل گورنمنٹ کے لینڈز، سروے اور فزیکل پلاننگ کے محکمے سے لیز حاصل کی۔ آخرکار ایک مسجد کی تعمیر کے لیے منظوری مل گئی۔

21 مارچ 2005ء کو تھابا بوسیو، بوائیکیٹلو میں ایک مسجد کی تعمیر کا آغاز مینڈھے کی قربانی سے ہوا، جس کے بعد جماعت کے ارکان کی دعا اور مشنری داؤد صدیق آرتھر صاحب آف گھانا کی قیادت میں سنگ بنیاد رکھا گیا۔ تھابہ بوسیو کے قریب تھابہ کھوپا کے ایک مقامی بلڈر مسٹر موصلا کبی نے مسجد کی تعمیر کی۔ مشنری کی نگرانی میں جماعت کے مزدوروں اور تھابہ بوسیو کے لوگوں نے ان کی مدد کی 5/ جنوری 2006ء کو، کیپ ٹاؤن اور جوہانسبرگ، جنوبی افریقہ سے جماعت کے اراکین و نیشنل صدر کی قیادت میں مسجد دیکھنے آئے تاکہ مسجد کی تعمیر کا باضابط طور پر چیفس اور تھابہ بوسیو کے لوگوں سے تعارف کرایا جا سکے۔ کچھ چیفس، عیسائی مشنری اور تھابا بوسیو کے آس پاس کے لوگوں کو اجتماع میں مدعو کیا گیا تھا۔ انہوں نے مسجد کی تعمیر پر خوشی کا اظہار کیا۔ اس کے بعد مسجد فروری 2006ء میں مکمل ہوئی تھی۔اس کا باقاعدہ افتتاح 2007ء میں ہوا لیکن نماز اور دوسرے پروگرامز کے لیے اس مسجد کا استعمال اس کے مکمل ہونے کے بعد شروع ہو گیا تھا۔

مسجد کا نام ہمارے پیارے حضور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت مسجد بیت المہدیٰ رکھا ہے۔ پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دور میں بننے والی یہ لیسوتھو کی پہلی مسجد ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت لیسوتھو کو خلافت احمدیہ کے سایہ میں مزید مساجد بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت لیسوتھو کے کاموں میں برکت عطا فرمائے اور احسن رنگ میں جماعت کی تعلیمات لوگوں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

میرے آقا میرے مرشد کمال ہے تو
یہ سچ ہے کہ بے مثال ہے تو
کیا عجب پیارے انداز تبسم ہے ترا
چاند تو ہے لیکن زیادہ جمال ہے تو
ہو نصیب عاجز کو وصال تیرا
اب تو دل و دماغ کا خیال ہے تو
ہوں مرعوب زمانے والے جس کی اک جھلک سے
کوئی شک نہیں کہ وہ جلال ہے تو
ہے زندگی بخش دیدار تیرا انجم کو
روحانی فیض سے بھرپور مالامال ہے تو

عمیر احمد انجم

خادم ترے اہلِ زمیں تُو عبدِ شاہِ آسماں

ہیں تیرے آگے دم بخود کیا معترض کیا نکتہ چیں
اے نکتہ جُو اے نکتہ ور اے نکتہ داں اے نکتہ بیں
ہے ماہِ کامل ضَو فشاں تجھ سے فقط، تیرا رہیں
اے ماہ رُخ اے مہ لقا اے ماہ چشم اے مہ جبیں
پل بھر نہ تجھ بن دل لگے چاہت نہ کوئی دل لگی
اے دلربا اے دل ستاں اے دلبرا اے دلنشیں
نازاں ترے اوصاف پر سب اہلِ فن، خوش وصف سب
اے خوش نگار اے خوش بیاں اے خوش ادا اے خوش تریں
خادم ترے اہلِ زمیں تُو عبدِ شاہِ آسماں
اے شاہِ شرق اے شاہِ غرب اے شہ زماں اے شاہِ دیں
جنت مری تیرا ہی در، یاں ہی رہوں مر کے بھی مَیں
اے وجہِ خلد اے رشکِ خلد اے برتر از خلدِ بریں
سب فاتحیں کو کر گئی مفتوح تیری اک نظر
اے فتح مند اے فتح بخش اے فتح گر، فتحِ مبیں

م م محمود

بقیہ: قادیان دارالامان کی چند مساجد کا تعارف...... از صفحہ 11

و اقصیٰ سے خریدی گئی۔9/نومبر 2011ء کو محترم ناظر صاحب اعلیٰ (مولانامحمد انعام صاحب غوری)نے بنیاد کی پہلی اینٹ رکھی بعدازاں دیگر ناظران و درویشان نے بنیادی اینٹیں رکھیں۔ مسجد محمود میں زیادہ تر کام وقارعمل کے ذریعہ سے کیا گیا۔ نیز اس مسجد کو بنانے کے لئے جو اخراجات ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت و منظوری سے احباب قادیان سے بطور عطیہ وصول کئے گئے۔ احباب قادیان نے اس بابرکت تحریک میں دل کھول کر حصہ لیا جس سے مبلغ 50لاکھ روپے تک وصولی کی گئی۔ جو کہ دومساجد (یعنی مسجد محمود اور مسجد بشارت) کی تعمیر میں صرف ہوا۔ اور اس طرح مکرم مبارک احمد صاحب شیخوپوری اور مکرم حافظ شریف الحسن صاحب کے زیر نگرانی یہ مسجد 2012ء کو پایۂ تکمیل کو پہنچی۔

18/جولائی 2012ء کو محترم ناظر صاحب اعلیٰ قادیان نے مسجد محمود کا افتتاح فرمایا۔اس مسجد میں 200 نمازیوں کی گنجائش ہے۔

(بحوالہ ہفت روزہ بدر قادیان 23/اگست 2012ء صفحہ14)

مسجد بشارت

مسجد بشارت تقسیم ملک سے قبل بھی مسجد ہی تھی لیکن تقسیم ملک کے وقت جب احمدیوں کو قادیان چھوڑ کر جانا پڑا تو یہ مسجد قبضہ سے چلی گئی۔ لیکن 2011ء میں جب حضور انور نے قادیان میں مسجد بنانے کی اجازت مرحمت فرمائی تو یہ زمین جو مسٹر جرنیل سنگھ ولد پیارا سنگھ کے قبضہ تھی جماعت احمدیہ نے خرید کر اس جگہ از سرنو مسجد کا تعمیری کام شروع کر دیا۔11/دسمبر 2011ء کو محترم ناظر صاحب اعلیٰ (مولانامحمد انعام صاحب غوری)نے بنیاد کی پہلی اینٹ رکھی بعدازاں دیگر ناظران و درویشان نے بنیادی اینٹ رکھی۔

18/جولائی2012ء کو محترم ناظر صاحب اعلیٰ قادیان نے مسجدبشارت کا بھی افتتاح فرمایا۔اس مسجد میں100 نمازیوں کی گنجائش ہے۔

(بحوالہ ہفت روزہ بدر قادیان 23/اگست 2012ء صفحہ14)

مسجد مسرور

تقسیم ملک کے بعد خلافت رابعہ کے دور میں مسجد نور کودوبارہ 1990ء میں کھول دیا گیا تھا لیکن2006ء کو آبادکیاگیا۔ جب کوٹھی دارالسلام میں صدر انجمن احمدیہ کے کواٹر تعمیر ہوئے اور محلہ احمدیہ سے نیز دارالمسیح سے آبادی کو یہاں شفٹ کیاگیا اس وقت مسجد نور میں باقاعدہ نمازوں کی ادائیگی ہونے لگی۔ مگر چونکہ کوٹھی دارالسلام اور مسجد نور کے درمیان اس وقت سکھ نیشنل کالج آجاتا ہے اور بعض مخالفین کی ریشہ دوانیاں بڑھ جانے پر ایک علیحدہ مسجد بنانے کے لئے حضور انور ایدہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں بغرض منظوری لکھا گیا۔ حضور انور نے ازراہ شفقت کوٹھی میں نئ مسجد تعمیر کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے کوٹھی دارالسلام میں 36 مرلے زمین پر مشتمل ایک مسجد کی تعمیر کی گئی۔اس مسجد کا سنگ بنیاد اکتوبر2013ء/کو محترم وکیل صاحب تعمیل وتنفیذ نے رکھا بعد ازاں محترم ناظر صاحب اعلیٰ (محمد انعام صاحب غوری)نے بنیاد میں اینٹ رکھی اس کے بعد سہ انجمنوں کے ناظران و درویشان کرام نے بنیاد میں اینٹ رکھی۔ مسجد کے لئے حضور انو رایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسرور نام تجویز فرمایا۔

اپریل 2015ء کویہ مسجد بفضلہ تعالیٰ پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ اس مسجد میں ساڑھے چار صد نمازی بآسانی نماز ادا کر سکتے ہیں۔ مسجد کے چاروں اطراف چھوٹے چھوٹے خوبصورت منار بھی بنائے گئے ہیں۔ جس سے مسجد اور بھی زیادہ خوبصورت ہوگئی ہے۔2016ء سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے مسجد مسرور میں بھی نماز جمعہ ادا کی جانے لگی ہے۔

مسجد مہدی

حلقہ کاہلواں میں احمدی آبادی میں اضافہ ہونے پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے منظوری حاصل ہونے کے بعد2003ء میں ''مسجد مہدی'' کے لئے ایک لاکھ بیس ہزارروپے(1,20,000)میں 12مرلہ زمین مکرم مولوی مظفر احمد صاحب ظفر سے ستمبر2003ء کوخریدی گئی۔ موضع کاہلواں میں بننے والی یہ مسجد پہلی مسجد ہے۔ تقسیم ملک سے قبل موضع کاہلواں سالم سکھوں کا گاؤں تھا۔ اسی وجہ سے یہاں پہلے کسی مسجد کے آثار نہیں پائے گئے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ احمدیت کی برکت سے خلافت رابعہ کے دور میں اس گاؤں (یعنی حلقہ کاہلواں)میں بھی جماعت کو مسجد بنانے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ علی ذلك

2004ء کو محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر اعلیٰ وامیر مقامی قادیان نے اس مسجد کی بنیاد کے لئے پہلی اینٹ رکھی (2004ء میں آپ بطور ناظر اصلاح و ارشاد خدمت بجالارہے تھے) بعد ازاں مکرم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد صدر صدر انجمن احمدیہ نے بنیادی اینٹ رکھی(2004ء میں آپ بطور ناظم وقف جدید بیرون خدمت بجا لا رہے تھے)۔ نیز مکرم تنویر احمد خادم صاحب،مکرم منیر احمد خادم صاحب اور مکرم اطہرالحق صاحب نے بھی بنیاد میں اینٹ رکھی۔ اس مسجد کی لمبائی 25فٹ ہےاور چوڑائی بھی 25فٹ ہی ہے۔ مسجد میں تقریباً 75/نمازیوں کی گنجائش ہے۔

اللہ تعالیٰ ان مساجد کو ہمیشہ آباد رکھے۔ آمین

شیخ مجاہد احمد شاستری۔ قادیان

قادیان دارالامان کی چند مساجد کا تعارف

قادیان کا نام اس کے بانی مرزا ہادی بیگ صاحب نے سولھویں صدی میں الٰہی مشیت سے "اسلام پور" رکھا تھا۔ اس میں یہ الٰہی مشیت پوشیدہ تھی کہ اس بستی سے اسلام کی احیا کے لئے موعود امام نے ظاہر ہونا تھا۔"اسلام پور" کے نام میں اس طرف بھی اشارہ موجود ہے کہ اسلام کے جملہ ارکان کی ازسرنو تکمیل کے سامان اس مقدس بستی سے وابستہ ہیں۔

چنانچہ قادیان دارالامان کی تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ ہر دور میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کے احیاء کا اس کو مرکز بنایا۔

ہم سب جانتے ہیں کہ اسلام کے پانچ بنیادی ارائین میں سے ایک رکن پنج وقتہ نماز کا با جماعت مسجد میں ادا کرنا ہے۔ احادیث شریف میں بھی نماز کو دین کا ستون قرار دیا گیا ہے۔نماز کی باجماعت ادائیگی کے لئے مساجد بنانے کا حکم بھی قرآن مجید سے ملتاہے۔

اسلام میں مساجد کو جو خاص روحانی مقام حاصل ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔یہ وہ مرکزی نقطہ ہے۔جس کے ارد گرد اسلامی سوسائٹی کے تمام نیک اعمال چکر لگاتے ہیں۔ یہ اس مقدس کعبۃ اللہ کا عکس ہے جو دنیا میں خدااور انسان کا پہلا گھر قرار دیا گیاہے۔یہ تصویری زبان اس روحانی تعلق کا ظاہری اور مادی نشان ہے جو ایک نیک بندے کو اس کے آسمانی آقا کے ساتھ جوڑتا ہے۔یہ اسلامی مساوات کی ایک بولتی ہوئی تصویر ہے۔جس کے سامنے کسی سرکش اور متکبر انسان کو اپنے کسی غریب اور عاجز بھائی کے مقابل پر بڑائی کا دم بھرنے کی جرأت نہیں ہو سکتی اور نہ ہونی چاہئے۔ یہ وہ چوبیسوں گھنٹے کھلا رہنے والا روحانی ہسپتال ہے۔جس میں ہر دکھتے ہوئے دل پر رحمت کا ہاتھ رکھا جاتا ہے۔یہ وہ امن و عافیت کا حصار ہے جس میں داخل ہو کر انسان دنیا کی فکروں اور اس سفلی زندگی کی پریشانیوں سے نجات پاتا ہے۔

اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں احمدیہ مسلم جماعت کے ساتھ مساجد حرمت کے قیام اور اس کی عظمت کو دوبالا کرنا خاص طور پر وابستہ کر دیا گیاہے۔ بانی جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ:

"اس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے۔ یہ خانۂ خدا ہوتا ہے۔ جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہو گی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔ اگر کوئی ایسا گاؤں ہو یا شہر، جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ ہوں اور وہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو ایک مسجد بنا دینی چاہئے پھر خدا خود مسلمانوں کو کھینچ لاوے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ قیام مسجد میں نیّت بہ اخلاص ہو۔ محض للہ اسے کیاجاوے۔ نفسانی اغراض یا کسی شر کو ہرگز دخل نہ ہو تب خدا برکت دے گا۔"

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 119 ایڈیشن 1984ء)

مساجد کے مقاصد کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایک مقام پر فرماتے ہیں:

"جماعت احمدیہ کی مساجد کا شمار اُن مساجد میں نہیں ہوتا جو وقتی جوش اور جذبے کے تحت بنا دی جاتی ہیں اور صرف مسجدوں کی ظاہری خوبصورتی کی طرف توجہ ہوتی ہے نہ کہ اس کے باطنی اور اندرونی حسن کی طرف۔ ہماری مساجد وہ نہیں ہیں بلکہ جماعت احمدیہ کی مساجد کا حُسن ان کے نمازیوں سے ہوتا ہے، اس میں عبادت کے لئے آنے والے لوگوں سے ہوتا ہے۔ ہماری مساجد کی بنیادیں تو ان دعاؤں کے ساتھ اٹھائی جاتی ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے خدا کے گھر کی بنیادیں اٹھاتے وقت کی تھیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10/جون 2005ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 24/جون 2005ء صفحہ 5-6)

قادیان دارالامان اور اس کے ساتھ ملحق دو دیہات جو اب قادیان کے حلقہ میں شمار ہوتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے لیکر اب تک بننے والی مسجدوں کی کل تعداد 17 ہے۔ ان مساجد کے علاوہ 4 نماز سینٹر بھی موجود ہیں۔

مسجد اقصیٰ اور مسجد مبارک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کی تعمیر شدہ ہیں۔یہ دونوں ہی مساجد ایسی ہیں جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کثرت کے ساتھ نمازیں ادا فرمائی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے زمانہ میں دو مسجدیں تعمیر و آباد ہوئیں یعنی مسجد نور اور مسجد فضل۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے زمانہ میں آٹھ مساجد بنیں لیکن تقسیم ملک کے بعد ان میں سے تین مساجد ایسی ہیں جو ابھی تک جماعت کو نہیں ملی ہیں یعنی مسجد سٹار ہوزری فیکٹری، مسجد دارالسعۃ اور مسجد دارالفضل۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے عہد خلافت میں ایک مسجد تعمیر و آباد ہوئی یعنی مسجد ننگل باغباناں۔

باقی چار مسجدیں حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے عہد خلافت میں تعمیر و آباد ہوئیں۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان تمام مسجدوں میں پانچ وقت باجماعت نمازیں ہوتی ہیں۔

قارئین کرام! اس مختصر تمہید کے بعد قادیان دار الامان میں موجود چند مساجد کا مختصر تعارف و تاریخ پیش خدمت ہے۔ اس مضمون میں قادیان دارالامان کی مسجد اقصیٰ اور مسجد مبارک کا تعارف شامل نہیں ہے۔ ان دونوں مساجد کا تعارف ایک دوسرے مضمون میں شامل اشاعت ہے۔

مسجد نور

مسجد نور قادیان کی اہم مساجد میں سے ایک ہے۔اور دارالعلوم (موجودہ حلقہ دارالسلام کوٹھی) کی آبادی کا آغاز مسجد نور سے ہوا۔اس تاریخی مسجد کی بنیاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے 5/مارچ 1910ء کو بعد نماز فجر اپنے دست مبارک سے رکھی اس موقعہ پر احمدیوں کی ایک کثیر تعداد موجود تھی۔ حضرت خلیفہ اولؓ نے اکبر شاہ خان نجیب آبادی کے ہاتھ سے پہلی اینٹ لے کر اپنے ہاتھ سے گارا لگا کر متضرعانہ دعاؤں کے ساتھ رکھی اور اینٹوں کے ایک ڈھیر پر بیٹھ کر عمارتوں اور مسجدوں کے حقیقی فلسفہ پر ایک پُر معارف تقریر فرمائی۔

23/اپریل 1910ء کو جبکہ مسجد کا ایک کمرہ تیار ہوچکا تھا آپؓ نے نماز عصر پڑھا کر اس کا افتتاح فرمایا۔اور اس کے بعد سورہ انبیاء کے چھٹے رکوع کا درس بھی دیا۔

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 311)

مسجد نور پر پانچ ہزار روپیہ کے قریب صرف ہوا جس میں سے اڑھائی ہزار روپیہ حضرت میر ناصر نواب صاحب نے جماعتوں میں گھوم کر بطور چندہ وصول کیا اور بقیہ اڑھائی ہزار ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کی ہمشیرہ کی ایک وصیت سے آگیا۔مسجد کی تکمیل کے بعد فضل صاحب مختار خلیفہ ریاست پٹیالہ نے اگست 1910ء میں تین سو روپیہ اس کے فرش کے لئے اور پچاس روپے نلکا لگوانے کے لئے بھجوائے اور یکم نومبر 1910ء سے اس کے لئے ایک مستقل خادم مقرر ہوا۔ 13/1912ء میں اس کا وسیع صحن تیار کرایا گیااور جلسہ سالانہ یہیں منعقد ہونے لگے۔

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 312)

1913ء سے لے کر 1923ء تک جلسہ سالانہ قادیان مسجد نور کے وسیع صحن میں ہی منعقد ہوتا رہا۔

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلداول صفحہ 442)

اسی مسجد میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات کے بعد مؤرخہ 14/مارچ 1914ء کو جماعت نے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خلیفہ ثانی منتخب کیا۔بعد انتخاب اسی مسجد میں تقریباً دو ہزار افراد نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اور قرآن مجید،احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی تعمیل میں خلافت سے وابستہ رہنے کا عہد کیا تھا۔

تقسیم ملک کے بعد اس مسجد کو عارضی طور پر بند کر دیا گیالیکن خلافت رابعہ کے دور میں دوبارہ 1990ء کوکھول دیا گیا۔اوریہاں نماز جمعہ ادا کی جاتی رہی۔

(بحوالہ میری پسند دیدہ بستی قادیان دارالامان صفحہ 122)

2006ء میں جب دارالسلام کوٹھی میں انجمن کے کواٹر تعمیر ہونے شروع ہوئے اور اس علاقہ میں احمدی آبادی بڑھنے لگی تو اس مسجد میں بھی پنجوقتہ نماز ادا کی جانے لگی۔

مسجد فضل

مسجد فضل خلافت ثانیہ کی یادگار ہے۔اس کی بنیاد حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنے دست مبارک سے 12/اپریل 1914ء کو رکھی۔کہا جاتا ہے کہ پیشتر یہاں مسجد ہی تھی۔مگر غیر احمدی ترک نماز سے اس قدر غافل ہوئے کہ اپنے مویشی باندھنے لگے۔ آخر بعض بوڑھوں کے شور کرنے پر سرکاری معائنہ ہوا اور احمدیہ جماعت کو مسجد بنانے کی اجازت مل گئی۔اس مسجد کے حافظ سلطان حامد صاحب ملتانی پیش امام مقرر تھے۔

(بحوالہ قادیان گائیڈ صفحہ 76-77)

تقسیم ملک کے بعد بھی اس مسجد میں درویشانِ کرام نمازیں ادا کرتے رہے۔بعد میں نامساعد حالات کی وجہ سے مسجد کو عارضی طور پر بند کر دیا گیا۔لیکن جب اس مسجد کے قرب وجوار میں احمدی آبادی میں غیر معمولی اضافہ ہوگیا تواس مسجد میں باجماعت نمازیں اداکرنے کا سلسلہ دوبارہ شروع ہوگیا۔پھر اپریل 2012ء میں اس کی از سر نو تعمیر شروع ہوئی اور اسے پہلے سے زیادہ کشادہ کردیا گیا۔از سر نوتعمیر کے دوران ملبہ قادیان کے خدام نے وقار عمل کے ذریعہ سے نکالا۔

مسجد ناصر آباد

اس مسجد کی تعمیر 1913ء میں ہوئی۔حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ نے 1911ء میں محلہ دوالضعفاء(ناصر آباد)میں غرباء کے لئے مکانات تعمیر کرنے شروع کئے۔1913ء تک 8 گھر تعمیر ہو چکے تھے جن کے لئے ایک مسجد کی بھی ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔چنانچہ حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ کی ہی کوششوں سے مسجد کا تعمیری کام شروع ہوا۔

(بحوالہ الفضل 23/ جولائی 1913ء صفحہ 1 ایضاً قادیان گائیڈ صفحہ 77)

دارالضعفاء کے پاس جناب قبلہ میر ناصر نواب صاحب کی مساعی جمیلہ نے ایک مسجد(پختہ) کی بنیاد رکھی ہے۔جس کی دیواریں نصف کے قریب تیار ہو چکی ہیں۔امید ہے ان شاءاللہ بہت جلد یہ خانۂ خدا مکمل ہوکر قبلہ میر صاحب کے لئے اجر عظیم کا موجب ہوگا۔

(الفضل قادیان دارالامان 23/ جنوری 1916ء صفحہ 1)

روزِ تعمیر سے لیکر آج تک اس مسجد میں باجماعت نمازوں کی ادائیگی ہو رہی ہے۔اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ

خلافت رابعہ کے دور میں اس کی توسیع عمل میں آئی اور اسے پہلے سے زیادہ وسیع اور کشادہ کر دیا گیا۔

مسجد رحمٰن

اس مسجد کی بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نےدعاؤں کے ساتھ مؤرخہ 2/اپریل 1927ء کو اپنے دست مبارک سے رکھی۔

(بحوالہ الفضل 8/اپریل 1927ء صفحہ 1)

محلہ دارالرحمت میں ہونے کی وجہ سے یہ مسجد دار الرحمت کہلاتی رہی۔اس مسجد کے لئے ایک کنال زمین خاندان حضرت مسیح موعودؑ نے وقف کی تھی۔جماعت کے بعض مخیر احباب کے چندہ سے یہ مسجد بن کر تیار ہوئی۔

(بحوالہ الحکم 14 تا 21 جنوری 1940ء صفحہ 14)

تقسیم ملک کے بعد اس مسجد کو عارضی طور پر بند کر دیا گیا تھا لیکن خلافت رابعہ کے دور میں محلہ دارالرحمت میں احمدی آبادی میں اضافہ کی وجہ سے دوبارہ کھول دیا گیا۔

ابتداء سے لیکراب تک (یعنی 25/ جنوری 2016ء تک) مسجد رحمٰن کا نام مسجد دارالرحمت چلا آرہا تھا۔حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 26/ جنوری 2016ء کو مسجد دارالرحمت کا نام بدل کر مسجد رحمٰن تجویز فرمایا۔

مسجد سبحان

اس مسجد کی بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نےدعاؤں کے ساتھ مؤرخہ 18/فروری 1935ء میں اپنے دست مبارک سے رکھی۔

(بحوالہ الفضل 21/ فروری 1935ء صفحہ 1)

محلہ دار البرکات میں ہونے کی وجہ سے یہ مسجد دارالبرکات کہلاتی رہی۔اس مسجد کے لئے ایک کنال زمین خاندان حضرت مسیح موعودؑ نے عطیہ کی تھی۔

(بحوالہ الحکم 14 تا 21 جنوری 1940ء صفحہ 14)

تقسیم ملک کے بعد اس مسجد کو عارضی طور پر بند کر دیا گیا تھا۔جب محلہ دار البرکات میں احمدی آبادی میں اضافہ ہوگیا تو اسے دوبارہ کھول دیا گیا۔

ابتداء سے لیکراب تک (یعنی 25/ جنوری 2016ء تک) مسجد سبحان کا نام مسجد دارالبرکات چلا آرہا تھا۔حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 26/ جنوری 2016ء کو مسجد دارالبرکات کا نام بدل کر مسجد سبحان تجویز فرمایا۔

مسجد ممتاز

اس مسجد کی تعمیر کا آغاز 1935ء میں ہوا۔بعض معاندین احمدیت نے رُکاوٹ پیدا کرنے کی کوشش کی مگر عارضی رُکاوٹ کے بعد 1936ء میں اس کی تکمیل ہوئی اور مؤرخہ 23/مارچ یوم مسیح موعودؑ کے بابرکت دن حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے عصر کی نماز اس مسجد میں پڑھاکر اس کا افتتاح فرمایا۔

(بحوالہ الفضل 26/مارچ 1936ء صفحہ 2)

تقسیم ملک کے وقت یہ مسجد عارضی طور پر بند کر دی گئی تھی۔ریتی چھلّہ میں نور ہسپتال کی جدید عمارت کے بعد اسے دوبارہ کھول دیا گیا۔

ابتداء سے لے کر اب تک (یعنی 25/ جنوری 2016ء تک) مسجد ممتاز کا نام مسجد دارالفتوح چلا آرہا تھا۔حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 26/ جنوری 2016ء کو مسجد دارالفتوح کا نام بدل کر مسجد ممتاز تجویز فرمایا۔

مسجد دارالفضل

10 اپریل 1930ء کو صبح 8 بجے حضور نے محلہ دارالفضل میں مسجد کا سنگ بنیاد رکھا اور مع شاندار مجمع کے دیر تک دعا فرمائی۔

(الفضل قادیان 15/ اپریل 1930ء صفحہ 1)

تقسیم ملک کےوقت یہ مسجد غیروں کے قبضہ میں چلی گئی اور اب تک جماعت کے قبضہ میں نہیں آئی۔مسجد دارالفضل کے بارہ میں محترم حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانیؓ تحریر فرماتے ہیں کہ:

”محلہ دارالفضل میں واقعہ ہے۔ایک کنال اراضی خاندان نبوت نے از راہ کرم اس کی تعمیر کے واسطے وقف فرمائی۔پانچ ہزار تراسی روپیہ کے صرف سے پایۂ تکمیل کو پہنچی۔کنواں اور وضو کا انتظام ہے۔اب قاضی سید غلام حسین صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ محکمہ وٹرنری نے دس مرلہ اراضی اور مسجد کے ساتھ اپنی طرف سے وقف فرمائی ہے۔

(بحوالہ الحکم قادیان 14 تا 21 جنوری 1940ء صفحہ 14)

مسجد سٹار ہوزری فیکٹری

مسجد سٹار ہوزری فیکٹری بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے عہد خلافت میں بنی اور خدا تعالیٰ کے فضل سے آباد ہوئی۔تقسیم ملک کے وقت یہ مسجد غیروں کے قبضہ میں چلی گئی۔موجودہ پربھاکر نیوز ایجنسی کے عقب کا حصہ سٹار ہوزری فیکٹری ہوا کرتی تھی۔اور تقسیم ملک سے قبل اس جگہ مسجد سٹار ہوزری ہوا کرتی تھی۔اس مسجد کے بارہ میں محترم حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانیؓ تحریر فرماتے ہیں کہ

”احمدیہ بازار کے دوستوں نے محنت اور کوشش کرکے چبوترہ سے مسجد بنا کرکھڑی کی۔ اراضی زیر مسجد خاندان نبوت کی عطا ہے۔ جو انہوں نے اپنے مختار عام مرحوم شیخ نور احمد صاحب کو بطور ہبہ علاوہ اور اراضی عطا فرمائی تھی۔ سات سو دو مربع فٹ رقبہ مع سقف و صحن ہے۔کنواں اور غسل خانہ برابر موجود ہے۔“

(بحوالہ الحکم قادیان 14 تا 21 جنوری 1940ء صفحہ 14)

مسجد دارالسعة

مسجد دارالسعة حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے عہد خلافت میں بنی اور خدا تعالیٰ کے فضل سے آباد ہوئی۔ تقسیم ملک کے وقت یہ مسجد غیروں کے قبضہ میں چلی گئی اور اب تک جماعت کے قبضہ میں نہیں آئی۔مسجد دارالسعة کے بارہ میں محترم حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانیؓ تحریر فرماتے ہیں کہ:

”بارہ مرلہ اراضی زیر مسجد اہل محلہ کی محنت کوشش اور قربانیوں کا نتیجہ ہے۔جس کے لئے خواجہ معین الدین صاحب لائق صد آفرین و مرحبا ہیں کہ انہوں نے ادھر سے، کچھ ادھر سے کوشش کرکرا کے ایک ننھی سی خوبصورت مسجد کھڑی کر دی۔ جس میں زیرسقف قریباً چالیس آدمی بآسانی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اور اس کی ڈیوڑھی صحن میں باقی اراضی محدود بہ چار دیواری باغیچہ یا زنانہ ترقی میں وسعت مسجد کے لئے محفوظ ہے۔“

(بحوالہ الحکم قادیان 14 تا 21 جنوری 1940ء صفحہ 14)

مسجد طاہر

یہ مسجد تقسیم ملک کے بعد ننگل میں تعمیر ہونے والی پہلی مسجد ہے۔اس کی تعمیر 1997ء میں ہوئی۔اور مؤرخہ 15/فروری 1997ء کو حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مرحوم و مغفور نے اپنے دست مبارک سے اس کا افتتاح فرمایا۔

(بحوالہ الفضل 7/ اگست 1997ء صفحہ 9)

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 25/ مارچ 2011ء کو مسجد احمدیہ ننگل کا نام بدل کر مسجد طاہر تجویز فرمایا۔

(ماخذ از ریکارڈ دفتر لوکل عمومی)

مسجد انوار

مسجد انوار کی تعمیر 1939ء کے آغاز میں ہوئی۔

(الفضل 30/ مئی 1939ء صفحہ 2)

22/مارچ 1940ء کو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی و مصلح موعودؓ نے اس کا افتتاح مغرب و عشاء کی نمازیں پڑھا کر کیا۔

(الفضل 24/ مارچ 1940ء صفحہ 2)

تقسیم ملک کے بعد اس مسجد کو عارضی طور پر بند کر دیا گیا تھا۔خلافت رابعہ کے دور میں اسے دوبارہ کھول دیا گیا۔اور 1991ء میں جبکہ جدید گیسٹ ہاؤس دارالانوار کی تعمیر ہوئی اس کے ساتھ ہی اس مسجد کو بھی ضروری مرمت اور رنگ و روغن کرواکر استعمال کیا جانے لگا۔جامعہ احمدیہ کے سرائے طاہر میں منتقل ہونے پر یہ مسجد بہت تنگ محسوس ہونے لگی۔چنانچہ اگست 2007ء میں اس کی از سر نو تعمیر شروع ہوئی اور اسے پہلے سے زیادہ کشادہ کردیا گیا۔دسمبر 2008ء تک اس کی تعمیر کا کام مکمل ہوا۔اور اس کا نام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ”مسجد انوار“ تجویز فرمایا۔الحمدللہ علی ذٰلک

مسجد محمود (کاہلواں)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت و منظوری سے مسجد محمود کے لئے مسٹر سردار گیات سنگھ صاحب سے 10مرلہ زمین خرید ی گئی۔مسجد بن جانے کے بعدمزید 3 مرلہ زمین مکرم محمود احمد صاحب سابق خادم مسجد مبارک

بقیہ صفحہ 9 پر

ایڈیٹر کے نام خطوط

• مکرم انجینئر محمود مجیب اصغر۔ سویڈن سے لکھتے ہیں:

یہ زندگی غم اور خوشی کا مجموعہ ہے۔ ایک طرف معاندین پاکستان میں ہماری قدیم تاریخی مساجد گرا رہے ہیں اور ان پر لکھا ہوا کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ مٹاتے چلے آرہے ہیں اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا بھر میں نئی نئی مساجد عطا فرما رہا ہے۔ بھیرہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بہت سے صحابہ تھے۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی ایک خواب سن کر کہ حضورؑ بھیرہ گنج منڈی میں رونق افروز ہیں حضورؑ نے فرمایا تھا بھیرہ سے ہمیں نصرت پہنچی ہے۔

• مکرم ناصر محمود طاہر۔نکوروکینیا سے لکھتے ہیں:

یہاں خاکسار الفضل آن لائن کی ترتیب کے حوالے سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہے جو نہایت عمدہ اور بے نظیر ہےاور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے الفضل کے بارے میں جاری کردہ پراسپیکٹس کے عین مطابق ہے۔ارشاد باری تعالیٰ، ارشاد نبویؐ ،اسی مناسبت سے حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم اور فرمان حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گویا دریا کو کوزے میں بند کرنے کے مترادف ہے۔ اس ترتیب سے نہ صرف خطبہ جمعہ یا کوئی بھی تقریر یا مضمون بآسانی تیار کیا جا سکتا ہے۔ جس کی مثال شاید ہی کسی اور دنیوی اخبار اور رسالہ میں مل سکتی ہے۔

مثلاً 23/دسمبر 2022ء کے شمارے میں خیانت کے حوالے سے جو ترتیب اور مضمون بیان ہوا ہے بہت عمدہ اور دل کو چھو جانے والا ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کو اس کار خیر کی عمدہ جزاء دےاور خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے سائے اور سرپرستی میں الفضل کا یہ شجر ہمیشہ پھلتا ،پھولتا اور بڑھتا رہےاور اس کے پھلوں سے تمام دنیا سیر ہو۔ آمین۔

• مکرم نصرت قدسیہ۔ فرانس سے لکھتی ہیں:

مساجد کے بارےمیں معلومات جو افادہ عام کے لئے الفضل میں شائع ہورہی ہیں نہایت دلچسپ اور معلوماتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام لکھنے کو اپنے خاص افضال سے نوازے آمین

• مکرمہ صادقہ مرزا۔ آٹوا کینیڈا سے لکھتی ہیں:

ناصرہ رشید صاحبہ کا لکھا ہوا طویل اور پر تفسیر مضمون جو لندن کی پہلی مسجد "فضل" کی عظیم الشان تاریخ تھا پڑھنے کو ملا ۔الفضل آن لائن کے 3سال مکمل ہونے اور چوتھے سال کی ابتدا میں یہ تفصیلی مضمون پڑھ کر ایسے لگا کہ میں اس دور میں موجود ہوں اور ان بابرکت لمحات کو محسوس کررہی ہوں۔ کیا ہوا، کب، کہاں اور کیسے ہوابہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے ۔خدائے بزرگ و برتر نے کیسے کیسے پیارے اور مبارک وجود ہمارے بھلائی کے لئے پیدا کئے جو پہلے آئے اور کارہائے نمایاں سر انجام دیے۔ اللہ تعالیٰ تمام لکھاریوں کو اور آپ کی فعال ٹیم میں شامل تمام کارکنان کو مزید خدمت کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین:

• مکرمہ مبارکہ شاہین۔ جرمنی سے لکھتی ہیں:

مؤرخہ 25/دسمبر کو لجنہ اماء اللہ کی سو سالہ جوبلی کے موقع پر نورالدین مسجد ڈارمشٹڈ میں نماز تہجد و فجر میں ستر سے زائد لجنہ ممبرات شامل ہوئیں۔ مکرم مربی سلسلہ نعمان خالد صاحب نے اسلام میں عورت کا مقام و عورتوں کے حقوق و فرائض کے بارے میں بہت عمدہ درس دیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔بعد ازاں ناشتے کا بھی انتظام تھا۔

اللہ تعالیٰ لجنہ اماء اللہ کے لئے ترقیات کے یہ سو سال بہت مبارک فرمائے اور انہیں مزید ترقیات کا پیش خیمہ بنائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری نسلوں کو تاقیامت اپنی عبادات اور مقبول خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

• مکرمہ امۃ الشافی رومی ۔ قادیان سے لکھتی ہیں:

لجنہ کی جوبلی پر بہت بہت مبارک باد پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ادارہ الفضل کو لجنہ اماءاللہ کی صد سالہ جوبلی پر عظیم خدمت کی توفیق عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور بہترین جزاء عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

• مکرمہ بشریٰ نذیر آفتاب۔ سسکاٹون، کینیڈا سے لکھتی ہیں۔

روز نامہ الفضل آن لائن کے تین سال بڑی آن بان اور شان سے مکمل ہونے پر اپنی چار سوسے زائد ممبرات کی طرف سے سب سے پہلے ہمارے پیارے حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتی ہوں۔ اسی طرح ہم لجنہ آپ اور آپ کی تمام ٹیم اور دنیا بھر میں بسنے والے تمام قارئین کی خدمت میں بھی دلی مبارک باد پیش کرتی ہیں۔ شریروں نے اپنے تمام لاؤ لشکر سمیت اس روحانی مائدے پر پہرے بٹھانے اور ہر طرح کی قدغن لگانے کی کوششیں کیں مگر اللہ تعالیٰ نے ان کی تمام بندشوں کو خائب و خاسر کردیا اور ان کے تمام شر ان پر ہی الٹا دیئے۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے:

شریروں پر پڑے ان کے شرارے
نہ ان سے رک سکے مقصد ہمارے

ہمارا الفضل ہر روز رنگ برنگے پھولوں کا گلدستہ، علمی و ادبی مضامین کی شکل میں لے کر آتا ہے جو نہ صرف ہمارے لئے ازدیادِ علم و ایمان کا باعث ہوتا ہے بلکہ قلبی اور ذہنی سکون و اطمنان کا باعث بھی بنتاہے۔ ہمارا یہ مؤقر جریدہ افراد جماعت کے لئے کسی نعمت سے کم نہیں۔ اپنے اس اخبار کے مطالعہ کی عادت اب اتنی پختہ ہو چکی ہے کہ اگر کسی دن زیادہ مصروفیت کی وجہ سے اخبار کا مطالعہ نہ کر سکیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ کوئی بہت ہی اہم کام ہونے سے رہ گیا ہے۔ پہلے تو الفضل کے دستر خوان پر قسما قسم کے غذائیت سے بھرپور روحانی کھانے چنے جاتے تھے مگر اب تو ہر دوسرے تیسرے ہفتے روزنامہ الفضل کے کارکنان کی جانب سے باقاعدہ ایک پُر تکلف دعوت کا اہتمام ہوتا ہے جو کتابی شکل میں ہر ہر گھر میں پہنچ جاتی ہے۔

اس طرح سے مفید اور علمی مضامین ایک ہی جگہ پر (کتابی شکل) مل جاتے ہیں۔ ان کتب سے دنیا بھر میں رہنے والے افراد جماعت خوب مستفید ہورہے ہیں۔ ہم لجنہ اماءاللہ پریری ریجن تو اس پُر تکلف روحانی مائدے سے بھرپور استفادہ کر رہی ہیں۔ جلسہ جات ہوں یا ماہانہ اجلاسات، ناصرات اور واقفات کی کلاسز ہوں یا تبلیغ اور اشاعت کے پروگرام، الغرض تقریباً ہر شعبے سے متعلق معلوماتی مواد مل جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ اور آپ کی ساری انتھک ٹیم کو اس کار خیر کی احسن رنگ میں جزاء دے۔ آمین

اللہ تعالیٰ بے شمار رحمتیں نازل فرمائے۔ حضرت مصلح موعودرضی اللہ عنہ کی روح پر جنہوں نے خلافت کے زیر سایہ اس اخبار کا اجراء فرمایا اور پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں بھی اپنی دعاؤں کے پانی سے اسے سیراب کیا۔ آپ کے بعد آنے والے خلفائے احمدیت نے بھی اس اخبار کو معیاری بنانے، اس کے مطالعہ اور اس کے مدیران کے ساتھ تعاون کی تحریک کی۔ آج مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے پانچویں خلیفۃ المسیح کی دعاؤں اور ہدایت و رہنمائی میں ہمارا پیارا اخبار ترقی کی جانب رواں دواں ہے الحمدللہ علی ذلک

• مکرمہ ثمرہ خالد۔ جرمنی سے لکھتی ہیں:

مؤرخہ 19/دسمبر 2022ء کی اشاعت میں "خلافت ثانیہ کی سلور جوبلی میں حق کی متلاشی خواتین" بہت ایمان افروز واقعات سے مزین تھی۔ بلاشبہ ایمان کی حفاظت اور حق کے حصول کے لیے جرات و ہمت کی قابل قدر مثال جو محترمہ نسیمہ رحمان دہلوی نے قائم کی۔

امۃ الباری ناصر صاحبہ کی تحریر "دعاؤں کی چھاؤں میں" جس کی قسط اول کچھ ذاتی مصروفیات کے باعث نہ پڑھ پائی تھی لیکن قسط دوم کی اشاعت پر جو پڑھنا شروع کیا تو ربط اور حُسن تحریر نے اپنے حصار میں ایسا باندھا کہ ایک ہی نشست میں دونوں اقساط کو پڑھ کر دم لیااوران بہنوں کی خوش بختی پر بہت رشک آیا کہ جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں اور محبتوں سے حصہ پاتے ہوئے خدمات سر انجام دیں۔

اداریہ "الفضل کی خدمت و معاونت میں احمدی خواتین کو خراجِ تحسین" ہماری عاجزانہ اور حقیر سی کوششوں کو اتنا بڑا خراج تحسین تھا کہ جس نے دل بڑا کر دیا۔ آپ کے ایسے ہی حوصلہ افزاء اقدام قدم آگے بڑھانے کی ہمت دلاتے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ مجھ سمیت اور بہت سی دوسری بہنوں کے ہاتھ میں آپ ہی کا تھمایا ہوا قلم ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزا عطا فرمائے۔ آمین

مسعود احمد طاہر۔ نمائندہ الفضل آن لائن گیمبیا

جماعت احمدیہ گیمبیا کے وفد کی صدر مملکت سے ملاقات

مؤرخہ 09/نومبر 2022ء بروز بدھ کو مغربی افریقہ کے ملک گیمبیا کے صدر مملکت کو اپنی کیبنٹ کے بعض ارکان کے ساتھ مکرم امیر صاحب جماعت ہائے احمدیہ گیمبیا کی صدارت میں جماعت کے وفد سے ملنے کا شرف حاصل ہوا۔

جماعتی وفد میں مکرم امیر صاحب بابا ایف تراولے، نائب امیر سوم مکرم ابراہیم جم جاوٗ، نیشنل سیکرٹری تعلیم مکرم الحاجی باہ، نیشنل سیکرٹری زراعت مکرم ابراہیم سوسے کوبلی، چیئرمین ہیومینٹی فرسٹ گیمبیا مکرم کاؤسو کنٹے شامل تھے۔ جبکہ حکومتی وفد میں صدر مملکت مکرم آدما بارو، کیبنٹ سیکرٹری مکرم ابراہیم سیسے، حکومتی ترجمان مکرم ابراہیم جی سنکارے شامل تھے۔ کیبینٹ سیکرٹری مکرم ابراہیم سیسے نے ملاقات کی صدارت کی۔اور یہ ملاقات اسٹیٹ ہاؤس میں ہوئی۔

حکومتی وفد بشمول صدر مملکت نے جماعتی وفد کا بڑا پرتپاک استقبال کیا۔معمول کی تسلیمات کے بعد مکرم امیر صاحب اور صدر مملکت میں مختلف موضوعات پر تبادلہ خیال ہوا۔ مکرم امیر صاحب نے صدر عزت مآب آدما بارو کو گزشتہ سال صدارتی انتخابات کے پرامن انعقاد اور موصوف کی کامیابی پر مبارکباد پیش کی اور کہا کہ کسی بھی ملک کی ترقی کے لئے امن بہت اہم ہے اور جماعت احمدیہ کے افراد ہمیشہ کی طرح قانون کی پیروی اور ملکی امن کے فروغ کے لئے کوشاں رہیں گے۔ مکرم امیر صاحب نے کہا کہ گیمبیا ترقی کر رہا ہے اور جماعت ملکی ترقی میں مددگار بنتے ہوئے صحت، تعلیم اور زراعت کے شعبوں میں حکومت کے ساتھ مل کر کام جاری رکھے گی۔ امیر صاحب نے جماعت کے اہم منصوبوں کے بارے میں بتایا کہ جماعت لوئر نیومی ڈسٹرکٹ، نارتھ بینک ریجن میں ایک بین الاقوامی ٹیکنیکل کالج کی تعمیر اور انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدی آرکیٹیکٹس اینڈ انجینئرز کی سربراہی میں ایک زرعی ”فوڈ باسکٹ پروگرام فار افریقہ“ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اور اس پروگرام کے کامیاب ہونے کی صورت میں افریقہ نہ صرف چاول کی پیداوار میں خود کفیل ہوجائے گا بلکہ یورپ کو بھی برآمد کرنے کی پوزیشن میں ہوگا اور یہی ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خواہش بھی ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے جماعت کو کم از کم پچیس سے تیس ہیکٹر جگہ درکار ہوگی جو حکومت ہمیں مہیا کر سکتی ہے۔

مکرم ابراہیم جی سنکارے حکومتی ترجمان نے مذکورہ بالا دونوں اداروں کی افریقہ اور گیمبیا کی ترقی کے لئے اہمیت کو اجاگر کیا اور جماعت کی کاوشوں کو سراہا۔

امیر صاحب نے جماعت احمدیہ کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اس وقت ہیومینٹی فرسٹ ملک کے مختلف علاقوں میں صاف پانی مہیا کرنے کے لئے بیس بور کروا رہی ہے اور مزید بیں بہت جلد کروائے گی۔ اسی طرح جماعت سنٹرل ریور ریجن کے ایک گاؤں سارے مالنگ کو ماڈرن ولیج بنانے کے بعد اب دوسرے ریجنز میں بھی اس پراجیکٹ پر کام کرے گی۔ جہاں سولر پینل، تمام گھروں اور گلیوں میں لائٹس اور پینے کا صاف پانی مہیا کیا جائے گا۔ اسی طرح جماعت ویسٹ کوسٹ ریجن میں ایک معیاری ہسپتال بنانے پر کام کر رہی ہے جس کے لئے حکومت سے اس علاقہ میں زمین درکار ہوگی۔

امیر صاحب نے مزید بتایا کہ اب دانتوں کے مسائل کے لئے کسی کو سینیگال جانے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ کیونکہ بہت جلد ہم

اپنے ڈینٹل ہسپتال میں سرجری کے لئے جدید مشینیں لگا رہے ہیں۔

صدر مملکت جناب آدما بارو نے جماعت احمدیہ کو گیمبیا اور انسانیت کے لیے ان کی غیر معمولی خدمات پر خراج تحسین پیش کیا۔ صدر نے بالخصوص صحت اور تعلیم کے شعبوں میں معیاری خدمات انجام دینے پر جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ نصرت ہائی اسکول یہ جماعتی سکول ہے گیمبیا کی تعلیم اور ترقی میں جماعت کی نمایاں شراکت کا اظہار کرتا ہے اور ایک اسکول آف ایکسیلینس اور ڈسپلن کی حیثیت سے نصرت سکول گیمبیا میں نمایاں مقام رکھتا ہے۔ صحت کے حوالے سے انہوں نے کہا کہ ٹلنڈنگ میں احمدیہ مسلم ہسپتال نسبتاً سستا ہے اور ڈاکٹروں کی ایک انتہائی منظم ٹیم مریضوں کو اعلیٰ معیار کی طبی خدمات فراہم کرتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جماعت ایک سنجیدہ اور منظم ادارہ ہے جو ہمارے ملکی ترقی کے منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

یہ ملاقات ایک گھنٹے تک جاری رہی جس میں جماعتی وفد کو خوش آمدید کہا گیا۔ یہ ملاقات بہت خوشگوار ماحول میں ہوئی۔ آخر پر مکرم امیر صاحب نے صدر مملکت کو چند جماعتی کتب تحفۃً پیش کیں، جن میں لوکل زبانوں میں جماعت کے مطبوعہ ترجمہ قرآن کی کاپیاں، جماعتی رسائل ریویو آف ریلیجنز اور الاسلام اور دیگر کتب شامل تھیں۔

احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ملاقات کو بابرکت بنائے اور حکومتی عہدیداران کے سینے کھولے اور وہ زمانے کے امام کو ماننے کی توفیق پائیں۔ آمین

رپورٹ: ابراہیم حفیف۔ استاد جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا

جامعہ میں نعتیہ محفل کا انعقاد

محض اللہ تعالیٰ کے خاص فضل اور احسان سے مؤرخہ 24/نومبر 2022ء بروز جمعرات جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا کو ایک نعتیہ محفل منعقد کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس محفل کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا اور آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ کے عربی الفاظ اور اس کا ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔ ایک طالبعلم نے مترنم آواز کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا نعتیہ کلام پڑھا اور اس منظوم کلام کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفائے کرام کے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے اقتباسات پیش کئے گئے۔ اس تقریب کے مہمان مکرم ولید احمد صاحب نے محبت رسول اور اس کے شیریں ثمرات کے موضوع پر اپنی تقریر پیش کی جس کے بعد وائس پرنسپل مکرم مرزا خلیل احمد بیگ صاحب نے اس بابرکت مجلس کا اختتام دعا سے کروایا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو آنحضرت ﷺ کے اسوۂ حسنہ اور آپ کی پاکیزہ سیرت کو اپنی زندگی کے ہر پہلو میں اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

طارق عظیم۔ صدر و مشنری انچارج جمائیکا

جمائیکا کی پہلی مسجد

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے جب 1994ء میں امریکہ کا دورہ فرمایا تو جماعت کو اس بات کی طرف تحریک کی کہ ارد گرد کے ممالک میں تبلیغ کریں تا نئے ممالک میں اسلام احمدیت کا پیغام پہنچ سکے۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت نے حضور کی اس بات پر لبیک کہا اور چند افراد نے وقفِ عارضی کے تحت جمائیکا میں تبلیغ کا کام شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فوری طور پر اُن کی تبلیغ میں برکت عطا کی اور جمائیکا میں جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ اور Kingston میں ایک مشن ہاؤس کرائے پر لے لیا گیا۔

پھر کچھ سالوں تک واقفین عارضی وقتاً فوقتاً جمائیکا تشریف لاتے رہے اور افرادِ جماعت کی تربیت کا کام جاری رہا۔ لیکن بعض وجوہات کی بنا پر 2000ء کے بعد یہ تسلسل قائم نہ رہ سکا۔

2008ء میں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جمائیکا جماعت کی ذمہ داری کینیڈا جماعت کو سونپ دی۔ اس دور میں پھر سے واقفین عارضی تواتر سے جمائیکا میں آنے شروع ہوئے بلکہ بعض نے کئی ماہ تک قیام کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اگلے دو سال میں جماعت نے تیزی سے ترقی کی اور 4 مختلف علاقوں میں جماعت قائم ہوگئی۔ Kingston کے قریب واقع ایک شہر Portmore میں ایک بلڈنگ بطورِ مشن ہاؤس کرائے پر لی گئی۔ اسی طرح ایک قصبے میں، جس کا نام Clark's Town ہے، ایک گھر کرائے پر لے لیا گیا۔ اِن مشن ہاؤسز سے تبلیغ و تربیت کا کام تیزی سے ہونے لگا، مگر ساتھ ہی باقاعدہ مسجد بنانے کی طرف بھی توجہ رہی اور مختلف مقامات پر مسجد کی تعمیر کے لئے پلاٹ دیکھے جانے لگے۔

اسی دوران جمائیکا میں پہلے مربی سلسلہ کی تقرری بھی ہوئی اور مولانا ادریس احمد صاحب غانا سے جمائیکا تشریف لائے۔

2010ء میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کو Old Harbour شہر کے قریب ایک موزوں زمین حاصل ہوگئی۔اس زمین کا کل رقبہ پانچ acre ہے اور یہ کنگسٹن شہر سے تقریباً 40 کلومیٹر پر واقع ہے۔

فوری طور پر بلدیاتی اور دوسرے اداروں سے اجازت حاصل کرنے کے بعد مسجد کی تعمیر کا کام شروع ہو گیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس بننے والی مسجد کا نام ”مسجد مہدی“ تجویز فرمایا اور مولانا مبارک احمد نذیر صاحب کو اس مسجد کا سنگِ بنیاد رکھنے کے لئے مقرر کیا، جو بطورِ مشنری انچارج کینیڈا خدمت بجا لا رہے تھے۔

مسجد کی تعمیر کا کام چند ہی مہینوں میں مکمل ہو گیا اور اُس 5-acre بیابان کو ایک پُرسکون اور خوبصورت جگہ میں تبدیل کر دیا گیا۔

مسجد مہدی کے افتتاح کے لئے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مولانا عبد الوہاب بن آدم صاحب کو مقرر کیا۔ آپ جولائی 2011ء میں جمائیکا تشریف لائے اور مسجد مہدی میں باقاعدہ پہلی نمازِ جمعہ 8 جولائی 2011ء کو ادا کی گئی۔ اسی موقع پر جماعت احمدیہ جمائیکا کا پہلا جلسہ سالانہ بھی منعقد ہوا اور 10 جولائی 2011ء کو اس مسجد کا باضابطہ طور پر افتتاح ہوا۔ اس موقع پر کثیر تعداد میں غیر از جماعت مہمان موجود تھے۔

جہاں مسجد مہدی کی تعمیر جماعت کی تاریخ میں ایک سنگ میل ہے، اس مسجد کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ مسلسل جماعت کو ترقیات سے نواز رہا ہے۔

جب سے یہ مسجد تعمیر ہوئی ہے ، ہزاروں لوگ جن میں اسکولوں کے طلباء بھی شامل ہیں، اس مسجد کا دورہ کر چکے ہیں اور اسلام کی بنیادی تعلیمات سے آگہی حاصل کر چکے ہیں۔ سال بھر میں مختلف پروگراموں کا انعقاد کیا جاتا ہے جن میں سینکڑوں مہمان شامل ہو کر اسلام کی تعلیمات سے روشناس ہوتے ہیں ۔ اِن پروگراموں میں سر فہرست جلسہ سالانہ ہے۔ اسکے علاوہ بچوں کے لئے ہر سال دس روزہ ”سمر کیمپ“ کا انعقاد کیا جاتا ہے جس سے 50 سے زائدمقامی طلباء استفادہ کرتے ہیں۔اسی طرح ایک پروگرام ”فن ڈے“ کے نام سے بھی کیا جاتا ہے، جس میں 80 سے زائد بچے شامل ہوتے ہیں۔ گرمیوں کی چھٹیوں میں ایک اور پروگرام بھی منعقد کیا جاتا ہے جو Back to School کے نام سے موسوم ہے۔اس فلاحی پروگرام کے لئے ہر سال مسجد مہدی کے گردونواح کے اسکولوں سے ایسے طلباء کی لسٹ لی جاتی ہے جو مدد کے حقدار ہیں۔ پھر ان تمام طلباء کو انکے والدین کے ساتھ مسجد مدعو کیا جاتا ہے اور جماعت کی طرف سے کتابیں اور اسکول کا کچھ سامان تحفتاً دیا جاتا ہے۔

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ مسجد مہدی کی بدولت ہمیں اسلام احمدیت کا پیغام لوگوں تک پہنچانے کا موقع ملتا ہے۔ جمائیکا میں عموماً لوگ اسلام سے ناواقف ہیں، بلکہ بہت سے غلط تصورات اسلام کے متعلق رکھتے ہیں۔ مگر جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے فرمایا:

”جس گاؤں یا شہر میں ہماری مسجد قائم ہو گئی تو سمجھو! جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 93)

ہم جمائیکا میں روز حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی اِس بات کو سچ ثابت ہوتا دیکھتے ہیں۔ مسجد کے قریب رہنے والے تمام افراد اس مسجد کو امن گہوارہ سمجھتے ہیں اور اس خانہ خدا سے کوئی غلط کام ہوتا تصور بھی نہیں کرسکتے۔الحمدللّٰہ۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس مسجد کے ذریعہ جلد از جلد اسلام کا پیغام تمام ملک میں پھیلا دے،نیز جماعت احمدیہ جمائیکا کو مزید مساجد کی بنانے کی توفیق حاصل ہو۔

یہ جہاز مجھے ضرور لے کر جائے گا

حضرت مرزا طاہر احمد(خلیفۃ المسیح الرابع) کراچی میں تھے جب آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی طرف سے پیغام ملا کہ فوری طور پر ڈھاکہ بنگلہ دیش روانہ ہو جائیں کیونکہ وہاں پر جماعتی حالات ٹھیک نہیں ہیں ۔ وہاں جا کر ان کی رہنمائی کریں۔ یاد رہے کہ اس وقت بنگلہ دیش پاکستان کا حصہ تھا۔ ڈھاکہ جانے کے لئے ہوائی جہاز کا پتہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ کوئی جگہ نہیں ہے چانس پر ٹکٹ حاصل کیا گیا۔ احباب کی تمام تر کوششوں کے باوجود جب کوئی سیٹ نہ مل سکی تو آپ کو مشورہ دیا گیا کہ آپ اگلے جہاز پر کچھ دن بعد ڈھاکہ چلے جائیں مگر حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے فرمایا کہ جب خدا کا خلیفہ مجھے فوراً ڈھاکہ جانے کا حکم دے رہا ہے تو میں کیونکر اس میں تاخیر کر سکتا ہوں۔ چنانچہ آپ اپنا سامان لے کر Air Port پہنچ گئے جبکہ سیٹ کنفرم نہیں تھی۔ کچھ دیر انتظار کے بعدAir Portکی انتظامیہ نے اعلان کر دیا کہ ڈھاکہ جانے والا جہاز روانگی کے لئے تیار ہے یہ سننے پر تمام وہ لوگ جو چانس پر جانے کے لئے آئے ہوئے تھے مایوس ہوکر واپس چلے گئے۔ مگر حضرت میاں صاحب اس یقین کے ساتھ وہاں موجود رہے کہ یہ جہاز مجھے ضرور لے کر جائے گا۔کیونکہ خلیفۂ وقت کا منشاء یہ ہے کہ میں فوراً ڈھاکہ جاؤں۔ چنانچہ آپ انتظار میں ہی تھے کہ اعلان کیا گیا کہ ڈھاکہ جانے والے جہاز میں ایک شخص کی جگہ خالی ہے اگر کسی مسافر کے پاس ٹکٹ ہے تو فوراً رپورٹ کرے۔ آپ نے فوراً پیش قدمی کی اوراسی جہاز میں ڈھاکہ روانہ ہوئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ایک ناممکن کام کو خلیفۂ وقت کی توجہ اور برکت سے ممکن بنادیا۔

(الفضل 22 مئی 2009ء)

مدثرہ عباسی۔ لندن

تقویٰ کیسے حاصل کر سکتے ہیں

سنو! ہے حاصلِ اسلام تقویٰ
خدا کا عشق مَے اور جام تقویٰ

سب سے پہلے تو یہ جاننا ضروری ہے کہ تقویٰ کیا ہے؟ تقویٰ کے بہت سے اجزاء ہیں۔ عُجب، خود پسندی، مالِ حرام سے پرہیز اور بداخلاق سے بچنا بھی تقویٰ ہے۔ جو شخص اچھے اخلاق کا اظہار کرتا ہے اس کے دشمن بھی دوست ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ ھِیَ اَحۡسَنُ۔(المومن:97) (فرمایا ایک تو یہ کہ برائیوں سے بچنا یہ تقویٰ ہے۔ اچھے اخلاق کا اظہار کرنا یہ تقویٰ ہے جس سے دشمن بھی دوست ہو جاتا ہے۔ تقویٰ کا اعلیٰ معیار حاصل کرنے کے لئے سب سے زیادہ اہم یہ ہے کہ خدا کی پہچان ہو جائے اور ہم خدا شناس ہو جائیں۔

اور پھر سوال آتا ہے کہ تقویٰ کیسے حاصل کیا جا سکتا ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ایمان کی حالت اُس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک کہ خدا تعالیٰ کی پہچان نہ ہو۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ بھاری مرحلہ جو ہم نے طے کرنا ہے وہ خدا شناسی ہے۔ اس کو پہچاننا ہے اور اگر ہماری خداشناسی ہی ناقص اور مشتبہ اور دھندلی ہے تو ہمارا ایمان ہرگز منور اور چمکیلا نہیں ہو سکتا۔

خداشناسی کس طرح ہو گی؟

یہ اللہ تعالیٰ کی صفت رحیمیت کے جلوے سے ہو گی۔ خدا کی پہچان اللہ تعالیٰ کی جو صفت رحیمیت کی ہے اس کے ظاہرہونے سے ہوتی ہے۔ ایسا تعلق خدا تعالیٰ سے پیدا کرنے سے ہو گی جس میں خدا تعالیٰ کی رحیمیت اور فضل اور قدرت کی صفات ہمارے تجربے میں آئیں گی۔ اور یہ باتیں اس وقت تجربے میں آ سکتی ہیں جب خدا کی عبادت اور اس سے تعلق کا غیر معمولی اظہار ہو رہا ہو۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحیمیت اور فضل اور قدرت کی صفات جب تجربے میں آتی ہیں تو پھر وہ نفسانی جذبات سے چھڑاتی ہیں اور نفسانی جذبات کمزوریٔ ایمان اور کمزوریٔ یقین کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ اگر ایمان کمزور نہ ہو، اللہ تعالیٰ پر یقین کامل ہو تو نفسانی جذبات پیدا نہیں ہوتے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ اس دنیا کی آسائشیں، اس کی املاک، اس کی دولتیں جس قدر انسان کو پیاری ہیں اتنی اخروی زندگی کی نعمتیں اسے پیاری نہیں۔

(ماخوذ از ایام الصلح۔ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 244-245)

عجب گوہر ہے جس کا نام تقویٰ
مبارک وہ ہے جس کا کام تقویٰ

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

”ان باتوں کو نہایت توجہ سے سننا چاہئے۔ اکثر آدمیوں کو مَیں نے دیکھا اور غور سے مطالعہ کیا ہے کہ بعض سخاوت تو کرتے ہیں“ (بڑے سخی ہیں۔ لوگوں کو دیتے بھی ہیں) ”لیکن ساتھ ہی غصہ وَر اور زُودرنج (بھی ہوتے) ہیں۔“ (غصہ میں فوراً آ جاتے ہیں) ”بعض حلیم تو ہیں لیکن بخیل ہیں۔“ (بڑے حلیم ہیں، نرم مزاج ہیں لیکن کنجوس ہیں) ”بعض غضب اور طیش کی حالت میں ڈنڈے مارمار کرگھائل کر دیتے ہیں مگر تواضع اور انکسارنام کو نہیں۔ بعض کو دیکھا ہے کہ تواضع اور انکسار تو اُن میں پرلے درجہ کا ہے مگر شجاعت نہیں ہے۔“ (یاتو غصہ میں آ گئے تو انکساری اور عاجزی کوئی نہیں۔ اگر انکساری اور عاجزی دکھائیں گے تو پھر جہاں بہادری کی ضرورت ہے وہ خُلق ان میں ختم ہو جاتا ہے پھر آنحضرت ﷺ کے اخلاق کے بارے میں آپؑ فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی شان میں فرمایا کہ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ۔ اور زندگی کے ہر میدان میں آپ نے اپنے خُلق کے وہ نمونے قائم کر دیے جو اپنی مثال آپ ہیں اور جن پر اپنی طاقت اور بساط کے مطابق چلنا ہر مومن کا فرض ہے۔

آنحضرت ﷺ کے بارے میں آپؑ نے فرمایا کہ

”ایک وقت ہے کہ آپ ﷺ فصاحت بیانی سے ایک گروہ کو تقریر کی صورت حیران کر رہے ہیں۔“

ایسی تقریر اور ایسی فصاحت بیانی ہے کہ بڑا مجمع جو ہے وہ متاثر ہو جاتا ہے۔ ”ایک وقت آتا ہے کہ تیر و تلوار کے میدان میں بڑھ کر شجاعت دکھاتے ہیں۔ سخاوت پر آتے ہیں تو سونے کے پہاڑ بخشتے ہیں۔ حلم میں اپنی شان دکھاتے ہیں تو واجب القتل کو چھوڑ دیتے ہیں۔ الغرض رسول اللہ ﷺ کا بے نظیر اور کامل نمونہ ہے جو خدا تعالیٰ نے دکھا دیا ہے۔“ آپؑ فرماتے ہیں کہ

”اس کی مثال ایک بڑے عظیم الشان درخت کی ہے جس کے سائے میں بیٹھ کر انسان اس کے ہر جزو سے اپنی ضرورتوں کو پورا کر لے۔ اُس کا پھل، اُس کا پھول، اُس کی چھال، اس کے پتے غرض کہ ہر چیز مفید ہو۔“

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 132 تا 134 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر آپؑ آنحضرت ﷺ کے خُلق کے بارے میں مزید فرماتے ہیں کہ

”لڑائی میں سب سے بہادر وہ سمجھا جاتا تھا جو آنحضرت ﷺ کے پاس ہوتا تھا کیونکہ آپ بڑے خطرناک مقام میں ہوتے تھے۔ سبحان اللہ کیا شان ہے۔“ فرماتے ہیں کہ

”ایک وقت آتا ہے کہ آپ کے پاس اس قدر بھیڑ بکریاں تھیں کہ قیصر و کسریٰ کے پاس بھی نہ ہوں۔ آپؐ نے وہ سب ایک سائل کو بخش دیں۔“ (خُلق کا یہ اظہار ہے۔) ”اب اگر پاس نہ ہوتا تو کیا بخشتے؟“ (پھر ایک اَور رنگ ہے) ”اگر حکومت کا رنگ نہ ہوتا تو یہ کیونکر ثابت ہوتا کہ آپ واجب القتل کفّار مکّہ کو باوجود مقدرتِ انتقام کے بخش سکتے ہیں۔“ (قدرت رکھتے ہیں، طاقت ہے اس کے باوجود بخش دیا) ”جنہوں نے صحابہ کرامؓ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مسلمان عورتوں کو سخت سے سخت اذیتیں اور تکلیفیں دی تھیں جب وہ سامنے آئے تو آپ نے فرمایا۔ لَا تَثۡرِیۡبَ عَلَیۡکُمُ الۡیَوۡمَ۔ میں نے آج تم کو بخش دیا۔ اگر ایسا موقع نہ ملتا تو ایسے اخلاق فاضلہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کیونکر ظاہر ہوتے“۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ”کوئی ایسا خُلق بتلاؤ جو آپ میں نہ ہو اور پھر بدرجہ غایت کامل طور پر نہ ہو۔“

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 132 تا 134 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس یہ وہ کامل نمونے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس رسول کے اُسوہ کی تم بھی حتی الوسع، اپنی طاقت اور اپنی استعدادوں کے مطابق پیروی کرو تو ہمیں سنّت کی پیروی کرنے کے لئے کوشش کرنی ہو گی۔ ایک جدوجہد کرنی ہو گی۔ صرف یہ کہہ دینا کہ اس اُسوہ پر ہم کس طرح چل سکتے ہیں؟ یہ کافی نہیں ہے کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کے رسول کے وہ اخلاقِ فاضلہ ہیں جو ہمارے لئے ایک اعلیٰ نمونہ ہیں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کی تم نے پیروی کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنانے کا حکم دیا ہے تو پھر اس کے لئے کوشش اور مجاہدے کی ضرورت ہے۔

پس یہ وہ اصولی بات ہے جو ہمیشہ ہمیں پیش نظر رکھنی چاہئے کہ اپنے ہر عمل کو تقویٰ کے تابع کرتے ہوئے اچھے اخلاق کا مظاہرہ ہو۔ حضرت مصلح موعودؓ کے اس دعائیہ شعر پر ختم کرتی ہوں:

اے خدا دل کو مرے مزرعِ تقویٰ کر دیں
ہوں اگر بد بھی تو تو بھی مجھے اچھا کر دیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

”تقویٰ کا مرحلہ بڑا مشکل ہے۔ اُسے وہی طے کر سکتا ہے جو بالکل خدا تعالیٰ کی مرضی پر چلے۔ جو وہ چاہے وہ کرے۔ اپنی مرضی نہ کرے۔ بناوٹ سے کوئی حاصل کرنا چاہے تو ہر گز نہ ہوگا۔“ (تقویٰ ایسی چیز نہیں کہ بناوٹ سے حاصل ہو جائے۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا) ”اس لیے خدا کے فضل کی ضرورت ہے اور وہ اسی طرح سے ہوسکتا ہے کہ ایک طرف تو دعا کرے اور ایک طرف کوشش کرتا رہے۔ خدا تعالیٰ نے دعا اور کوشش دونو کی تاکید فرمائی ہے“۔

(ملفوظات جلدسوم صفحہ 492 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

اعلان دعا

مکرمہ قدسیہ ظہور اہلیہ ظہور احمد وڑائچ لکھتی ہیں:
خاکسار کی بڑی ہمشیرہ مکرمہ فریدہ بشیر اہلیہ چوہدری بشیر احمد صاحب نائب امیر ضلع کی گزشتہ دنوں گرنے کے باعث کولہے کی ہڈی فریکچر ہوگئی ہے اور جسمانی کمزوری کی وجہ سے آپریشن میں تاخیر ہورہی ہے۔ قارئین الفضل کی خدمت میں سے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے اللہ تعالیٰ ان کو شفا کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور ہر قسم کی پیچیدگی سے محفوظ رکھے۔ آمین

آسمان پر دعوتِ حق کے لئے اِک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اُتار
آ رہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار
کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش اَلوِداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

قطعہ

خدا کے خلیفہ کی تقریر سن کر
ہوئی نیکیوں کی شمع دل میں روشن
ہوئی دل میں پیدا گناہوں سے نفرت
ہمیں مل گیا ایک تقویٰ کا مخزن

خواجہ عبدالمومن ناروے

دعا کا تحفہ

شام کی دعا نمبر2

امّ المومنین حضرت امّ سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے شام کے وقت پڑھنے کے لئے یہ دُعا سکھائی تھی:

اَللّٰھُمَّ عِنْدَ اِسْتِقْبَالِ لَیْلِكَ ،وَاِدْبَارِ نَھَارِكَ ،وَاَصْوَاتِ دُعَاتِكَ وَحُضُوْرِ صَلَوَاتِكَ اَسْأَلُكَ اَنْ تَغْفِرَلِی

(ترمذی کتاب الدعوات)

ترجمہ: اے اللہ!تیری رات کی آمد اور تیرے دن کی واپسی اور تیرے بلانیوالوں کی آوازوں کے وقت اور تیری نمازوں کے اوقات میں مَیں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تو مجھے بخش دے۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 114)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

ایک سبق آموزبات

جنازے میں شرکت

جنازے کے پیچھے جانے کا عمل ایسا ہے جو ہم سب کرتے ہیں۔ شاید ہی کوئی شخص ہو گا جو کبھی بھی جنازے کے پیچھے نہ گیا ہو بلکہ ہر شخص کو اس عمل سے سابقہ پڑتاہے لیکن یہ عمل بھی اب ایک رسم اور خانہ پوری بن کر رہ گیا ہے۔بعض اوقات جنازہ میں شرکت کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ شرکت نہ کی تو لوگ ناراض ہو جائیں گے۔ یہ نیت اور مقصد غلط ہے۔ جنازہ میں شرکت کرتے وقت نیت درست کرلیں۔ یہ نیت ہونی چاہئے کہ میں مسلمان کا حق ادا کرنے کے لئے شرکت کر رہا ہوں اور جنازہ کے پیچھے چلنا چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور آپ کا حکم ہے اس لئے میں اتباع کر رہا ہوں۔ اس نیت سے جب شرکت ہوگی تو ان شاءاللہ تعالیٰ یہ عمل بڑے اجراور ثواب کا موجب ہو گا۔ان شاءاللہ

(مرسلہ: محمد عمر تماپوری۔انڈیا)

فقہی کارنر

جمعہ پڑھنے کے لئے تعطیل کی تجویز

حضرت مفتی محمد صادقؓ صاحب تحریر کرتے ہیں:
1895-96ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام نے گورنمنٹ میں ایک تحریک کرنی چاہی تھی کہ سرکاری دفاتر کے مسلمانوں کو نماز جمعہ کے ادا کرنے کے واسطے جمعہ کے دن دو گھنٹہ کے لئے رخصت ہوا کرے۔ اس کے لئے حضرت صاحبؑ نے ایک میموریل لکھا جس پر مسلمانوں کے دستخط ہونے شروع ہوئے۔ مگر مولوی محمد حسین صاحب نے ایک اشتہار شائع کیا کہ یہ کام تو اچھا ہے۔ لیکن مرزا صاحبؑ کو یہ کام نہیں کرنا چاہئے۔ ہم خود اس کام کو سر انجام دیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام نے بذریعہ اعلان مشتہر کر دیا کہ ہماری غرض نام سے نہیں بلکہ کام سے ہے۔ اگر مولوی صاحب اس کام کو سر انجام دیتے ہیں تو ہم اس کے متعلق اپنی کاروائی کو بند کر دیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت صاحبؑ نے اپنی کارروائی بند کر دی مگر افسوس ہے مولوی محمد حسین صاحب یا کسی دوسرے مسلمان عالم نے اس کے متعلق کچھ کاروائی نہ کی اور یہ کام اسی طرح درمیان میں رہ گیا۔

(ذکر حبیب از حضرت محمد صادقؓ صفحہ 42-43)

(مراسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

اگرچہ بعد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ میموریل جناب لارڈ کرزن کو بھیجا تھا۔ جس کا ذکر الحکم 24/ جنوری 1903ء صفحہ 5-6 میں ہے۔

طلوع و غروب آفتاب

30/ دسمبر 2022ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:36	17:49
مدینہ منورہ	05:42	17:43
قادیان	06:01	17:34
ربوہ	05:41	17:14
اسلام آباد ٹلفورڈ	06:38	16:04